بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْم

غیر اللہ سے مدد !

تاجدارِ اہلسنت حضور شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی

تلخیص وتحشیه
ملک التحریر علامہ مولانا محمد یحییٰ انصاری اشرفی

شیخ الاسلام اکیڈمی حیدرآباد (رجسٹرڈ)
(مکتبہ انوار المصطفیٰ 23-2-75/6 مغلپورہ۔حیدرآباد-اے پی)

﴾ بہ نگاہ کرم تاجدارِ اہلسنت حضور شیخ الاسلام رئیس المحققین امام المتکلمین محدث کبیر
مفتی اعظم شہزادۂ حضور غوث الثقلین علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی مدظلہ العالی ﴿

نام کتاب : غیراللہ سے مدد !

خطبہ : تاجدارِ اہلسنت حضور شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی حفظہ اللہ

تلخیص وتحشیہ : ملک التحریر علامہ مولانا محمد یحییٰ انصاری اشرفی

نوٹ: کتاب میں جہاں بھی آپ کو ستارے ﴿☆☆﴾ ملیں
سمجھ لیں کہ وہاں مرتب کی تشریح واضافت ہے

تصحیح ونظر ثانی : خطیب ملت مولانا سید خواجہ معزالدین اشرفی

ناشر : شیخ الاسلام اکیڈمی (مکتبہ انوار المصطفیٰ 23-2-75/6 مغلپورہ۔حیدرآباد)

اشاعت اُول : نومبر ۲۰۰۵

تعداد : ۵۰۰۰ (پانچ ہزار)

قیمت: 20 روپیئے

فہرست مضامین

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ　　صَلِّ عَلٰی شَفِیۡعِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّد
مَنۡ عَلَیۡنَا رَبُّنَا اِذۡ بَعَثَ مُحَمَّدًا　　اَیَّدَہٗ بِاَیۡدِہٖ اَیَّدِنَا بِاَحۡمَدًا
اَرۡسَلَہٗ مُبَشِّرًا اَرۡسَلَہٗ مُمَجَّدَا　　صَلُّوۡا عَلَیۡہِ دَآئِمًا صَلُّوۡا عَلَیۡہِ سَرۡمَدًا
صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

اے میرے مولیٰ کے پیارے　　نور کی آنکھوں کے تارے
اب کسے سیّد پُکارے　　تم ہمارے ہم تمہارے
یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک

(حضور محدث اعظم ہند علامہ سید محمد اشرفی جیلانی قدس سرہٗ)

استمداد و استعانت

الحمد لله رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ اجمعین ۔

أما بعدُ فقد قال الله تعالیٰ ﴿وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَلَا نَصِيْرٍ﴾

(البقرۃ/۱۰۷، عنکبوت/۲۲) نہیں ہے تمہارے لئے اللہ کے سوا کوئی دوست اور نہ کوئی مددگار۔

دیکھنے والو دیارِ شہہ بطحا دیکھو فرش کی جوڑ میں ہے عرشِ معلٰی دیکھو
خواہشِ جلوۂ سینا بھی بجا ہے لیکن طور بھی رشک کرے جس پر وہ جلوہ دیکھو
آ و احمد کے کفِ پا کا تماشہ دیکھو

اگر خموش رہوں تو تو ہی سب کچھ ہے جو کچھ کہا تو ترا حُسن ہوگیا محدود

بارگاہِ رسالت میں دُرود شریف پیش فرمائیں **اللھم صل علٰی سیدنا محمد وعلٰی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیه**

تفسیرِ جاہلانہ : ﴿وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَلَا نَصِيْرٍ﴾ نہیں ہے تمہارے لئے اللہ کے سوا کوئی دوست اور نہ کوئی مددگار۔ (اور اللہ کے مقابل نہ تمہارا کوئی دوست ہے اور نہ مددگار)

خدا کے سوا نہ تمہارا کوئی دوست ہے نہ کوئی مددگار۔ جب کوئی دوست اور مددگار نہیں ہے تو تمہیں کیا حق ہوتا ہے کہ خدا کے سوا تم غریب نواز کہو' خدا کے سوا تم مشکل کشا کہو' خدا کے سوا غوث الوریٰ کہو' خدا کے سوا دافع البلاء کہو۔ بہت غریب نواز کہا ہے' بہت مشکل کشا آپ نے کہا ہے۔ بہت سے غوث اعظم کے ترانے آپ نے گائیں ہیں۔ خدا کے سوا کوئی مشکل کشا نہیں' کوئی دافع البلاء نہیں' اگر مشکل کشا ہے تو صرف خدا ہے' اگر حاجت روا ہے تو صرف خدا ہے۔ اگر دافع البلاء ہے تو صرف خدا ہے' اگر غوث وفریادرس ہے تو صرف خدا ہے۔ تمہیں کیا حق پہونچتا ہے کہ غیر کو غوث اعظم کہو' غیر کو دافع البلاء کہو' غیر کو مشکل کشا کہو۔ جب قرآن کی محکم آیت صریح آیت جو متشابہ نہیں' اس میں کوئی متشابہ نہیں ہے' بالکل محکم

آیت یہ کہہ رہی ہے کہ خدا کے سوا نہ تمہارا کوئی مددگار ہے نہ تمہارا کوئی حاجت روا ہے۔ اب ذرا کان کھول کر سنو۔ اب اگر تم نے خدا کے سوا کسی کو حاجت روا کہا تو مشرک ہو گئے۔ اب اگر تم نے خدا کے سوا کسی کو مشکل کشا کہا تو مشرک ہو گئے۔ اب اگر تم نے خدا کے سوا کسی کو دافع البلاء کہا تو تم مشرک ہو گئے۔ اب اگر تم نے خدا کے سوا کسی کو غوث اعظم کہا تو مشرک ہو گئے۔ اگر خدا کے سوا کسی کو حاجت روا کہا تو مشرک ہو گئے۔ جب خدا کے سوا کوئی دافع البلاء، غوث اعظم، مشکل کشا نہیں تو کسی غیر کو یہ کہنے کا آپ کو کیسے حق ہے۔ جانتے ہو کہ یہ جو کچھ میں وضاحت سے بیان کر رہا تھا یہ اس آیت کی تفسیر جاہلانہ ہے۔

﴿☆☆ اس آیت کو آڑ بنا کر اُمّتِ رسول اللہ ﷺ کو مشرک کہا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ مصیبت کے وقت نبی، ولی، علی، وصی، پیر و مرشد کو پکارنا، اُن سے مدد مانگنا، انہیں مشکل کشا، حاجت روا سمجھنا شرک ہے اور اس آیت کے خلاف ہے ہر جگہ آج کل اسی پر بہت زور ہے مگر یہ تفسیر غلط ہے۔ کہا جاتا ہے کہ مشرکینِ عرب خالق و مالک دو نہیں مانتے تھے بلکہ اپنے بتوں کو غیب داں، حاضر و ناظر، مشکل کشا وغیرہ سمجھتے تھے اس لئے اسلام نے انھیں مشرک قرار دیا۔ قبروں کے پجاری مسلمان بھی اگرچہ توحید و رسالت کا اقرار کریں مگر پیروں فقیروں کو حاجت روا سمجھ کر کفارِ مکہ کی طرح مشرک ہیں، اور کہا جاتا ہے کہ **لا الٰہ** نہیں ہے کوئی حاجت روا، نہیں ہے کوئی مشکل کشا، نہیں ہے کوئی فریاد رس، نہیں ہے کوئی غیب داں، نہیں ہے کوئی حاضر و ناظر...... **الا اللہ**۔ اللہ کے سوا حاضر و ناظر وغیرہ ماننے والے کلمے کے انکاری، قرآن کے بھی انکاری اور نبی پاک ﷺ کی تعلیم کے بھی مخالف ہیں۔ مگر یہ تفسیر غلط ہے۔ یہ تفسیر نہیں بلکہ تحریفِ قرآن ہے اور منشاء الٰہی کے بالکل خلاف ہے۔ بتوں کی آیتیں انبیاء اولیاء پر چسپاں کرنا اور مشرکوں اور کافروں کی آیتیں مسلمانوں پر پڑھنا، اسلامی عقائد کو شرکیہ عقائد قرار دینا، خارجیوں اور وہابیوں کا طریقہ ہے۔ ☆☆﴾

تفسیر جاہلانہ کی خرابی : اگر یہ تسلیم کرلیں کہ آیت کا یہ معنی ہیں کہ خدا کے سوا کوئی کسی کا دوست ہے نہ کوئی مددگار......تو اس میں پہلی بڑی خرابی یہ لازم آتی ہے کہ قرآن

قرآن سے ٹکرا جائے گا۔ جس قرآن کی یہ آیت ہے اسی قرآن کی یہ بھی آیت ہے ﴿**اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا** ﴾ (مائدہ/۵۵) (اس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے، اس میں کوئی بات ڈھکی چھپی نہیں ہے کہ) تمہارا ولی (مددگار) تو اللہ ہے، اور اُس کا رسول ہے اور مومنین صالحین ہیں۔ اب بتاؤ خدا کے سوا کوئی ولی ہی نہیں تو یہ رسول کیسے ولی ہوگئے اور یہ مومنین کیسے ولی ہوگئے؟ دیکھو کسی بھی دو آیتوں کا ایسا ترجمہ مت کرو کہ قرآن قرآن سے ٹکرا جائے۔ دوسری آیت سامنے رکھو ﴿**وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا** ﴾ (النساء/۷۵) اے اللہ اپنی طرف سے ہمارے لئے ولی بنا اور اپنی طرف سے ہمارے لئے مددگار بنا۔ اب اگر خدا کے سوا کوئی ولی ہو ہی نہیں سکتا اور اگر اللہ کے سوا کوئی مددگار ہو ہی نہیں سکتا تو کس مددگار کے لئے دُعا ہو رہی ہے پھر کس کو ولی بنائیں؟ اور یاد رکھو تیسری آیت یہ ہے کہ ﴿**وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ** ﴾ (المائدہ/۲) اور تم نیکی اور پرہیزگاری (کے کاموں) میں باہم ایک دوسرے کی مدد کرتے رہو اور گناہ اور ظلم میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو (نیک اور پرہیزگاری میں ایک دوسرے کی مدد کرو اور ایک دوسرے کی مدد نہ کرو سرکشی میں)

دیکھو اگر ایک دوسرے کی مدد کرنے کی طاقت ہی نہیں ہے تو خدا کی بھی مدد کیسے کریں۔ ذرا خیال کرتے چلیں کہ قرآن، قرآن سے ٹکرا دیا کہ نہیں۔ قرآن کی آیتوں کا ایسا ترجمہ نہ کرو کہ قرآن کی آیتیں متصادم ہو جائیں۔

دوسری بات یہ کہ اگر خدا کے سوا آدمی دوسرے کو مددگار بنانے سے مشرک ہو جاتا ہے تو دوسری خرابی یہ لازم آتی ہے کہ انبیاء اولیاء سب مشرک۔ ایک نبی کی آواز قرآن میں ہے بلکہ سب انبیاء کی بھی۔ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے کہا ﴿**مَنْ اَنْصَارِيْۤ اِلَى اللّٰهِ** ﴾ (ال عمران/۵۲) کون میرے مددگار بنتے ہیں اللہ کی طرف۔ (کون ہے اللہ کی راہ میں میری مدد کرنے والا)۔

کیا سیدنا عیسیٰ علیہ السلام توحید کے راستے سے بے خبر تھے۔ دیکھو یہ خدا کو بُلا رہے ہیں

یا غیر خدا کو؟ لوگ کیا کہتے ہیں ﴿نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ﴾ (ال عمران/۵۳) ہم ہیں اللہ کے دین کے مددگار۔ مشرک ہوئے کہ نہیں ہوئے۔

تیسری خرابی کیا لازم آتی ہے اگر اس کا ظاہری معنی مراد لے لیں تو خود خدا بھی مشرک۔ قرآن میں ہے ﴿اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ﴾ (محمد/۷) اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کرو گے (تو) وہ تمہاری مدد فرمائے گا۔ (تم خدا کی مدد کرو گے تو خدا تمہاری مدد کرے گا) خدا اپنے دین کی مدد کو اپنی مدد بتلا رہا ہے۔ تم خدا کی مدد کرو گے تو وہ بھی تمہاری مدد کرے گا۔ خدا بھی مشرک !

چوتھی خرابی کیا لازم آتی ہے کہ دُنیا میں کوئی مومن ہوگا ہی نہیں، سب ہی مشرک۔ کوئی بھی ایسا نہ ملے گا جو ایک دوسرے کی مدد نہ کرتا ہو۔ اگر تم شاگرد ہو تو تم کو اُستاد کی مدد کی ضرورت ہے۔ تم مریض ہو تو تم کو حکیم کی ضرورت ہے۔ تم اگر تربیت دیتے ہو تو مربی کی ضرورت ہے۔ بچپن سے لے کر مرنے تک تم کو مدد کی ضرورت ہے۔ تم پڑھ نہیں سکتے اگر پڑھانے والے کی مدد شامل نہ ہو۔ تم چل نہیں سکتے اگر کسی ہاتھ کی ضرورت نہ ہو۔ انتہاء یہ کہ مرنے کے بعد بھی نہلانے والے کی مدد کی ضرورت ہے۔ اگر یہ سارے مددگار رہٹ جائیں تو تیری لاش قبر تک بھی نہ پہنچ سکے۔ میں سوچتا ہوں کہ قبر تک یہ بغیر مدد کے نہ پہنچا تو خدا تک کیسے پہنچے گا۔ **اللهم صل علٰى سيدنا محمد وعلٰى آل سيدنا محمد كما تحب وترضى بان تصلى عليه**

مدد کی ضرورت : ایسا کوئی انسان نہیں جو غیر اللہ کی مدد کے بغیر سانس لے رہا ہے۔ دیکھتے ہو آنکھ کی مدد سے، سنتے ہو کان کی مدد سے، بولتے ہو زبان کی مدد سے، چلتے ہو پیروں کی مدد سے، تھامتے اور پکڑتے ہوئے ہاتھوں کی مدد سے، زندگی بچاتے ہو غذا، پانی اور ہوا کی مدد سے۔ نہ جانے کتنی مدد کی ضرورت ہو رہی ہے۔ قدم قدم پر مدد کی ضرورت۔ مجھے حجاب ہو رہا ہے کہ میرے نبی کے علم پر اعتراض کرتے ہیں اپنے علم کی مدد سے **اللهم صل علٰى سيدنا محمد وعلٰى آل سيدنا محمد كما تحب وترضى بان تصلى عليه**

میرے نبی کے علم پر اعتراض کرتے ہیں اپنے علم کی مدد سے' میرے نبی کے علم اختیار پر اعتراض کرتے ہیں اپنے علم کے اختیار سے۔ دیکھو ہے کوئی جو دوسروں کی مدد نہ چاہتا ہو' تو سب ہی مشرک' پوری دُنیا ہی مشرک ہوگئی۔

دیکھو اب ایک فقہ کا مسئلہ بھی سامنے لاکر رکھ دیتا ہوں۔ متکلمین کا مسئلہ بھی سامنے رکھو۔ وہ کون جس کی بنیاد پر مسلمان کافر ہو جائیں' وہ خود کافر ہے۔ وہ کون جس کی وجہ سے سب گمراہ ہو جائیں وہ خود گمراہی ہے۔

پانچویں خرابی بتلاؤں۔ قیامت کے میدان میں حساب کتاب تو بعد میں ہوگا مددگار کی تلاش پہلے ہوگی۔

میدانِ محشر میں حضور ﷺ کی مدد :

فقط تمہاری شفاعت کا آسرا ہے حضور 'ہمارے پاس گناہوں کے ماسوا کیا ہے'
کھڑا اخترؔ عاصی درِ مقدس پر حضور آپ کی رحمت کا فیصلہ کیا ہے
کیا بتاؤں قیامت کا میں ماجرا' رحمتوں غفلتوں کا ہے اک معرکہ
دل کو انکی شفاعت پہ ایمان بھی' عقل اپنے کئے پر پشیمان بھی

نتیجہ کی بات بتاؤں جو کہتے ہیں مدد کی ضرورت نہیں' یہ بھی روزِ محشر مدد کے لئے پیچھے پیچھے اور دوڑے دوڑے پھریں گے۔کبھی حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کے پاس' کبھی حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کے پاس۔ ارے وہاں تمہاری توحید کیا ہوگئی؟ ارے نادانو ! اگر دوڑنا تھا تو یہیں دوڑ لیتے' وہاں دوڑنے سے کیا فائدہ۔ اگر ماننا ہو تو یہیں مان لو۔

عالمِ آخرت میں بھی انبیاء اور اولیاء سے فائدہ ہوگا۔ انبیاء اور اولیاء آخرت میں بھی مدد فرمائیں گے۔ ہولِ محشر سے بڑھ کر تو کوئی قیامت نہیں ہوگی اور اُس وقت تمام لوگوں کی نظریں شفاعت کرنے والے کو تلاش کریں گی۔ سارے اہلِ محشر پریشان ہیں کہ حساب کتاب میں تاخیر ہو رہی ہے۔ سفارش کی ضرورت محسوس ہوگی' تعجیل حساب (حساب کتاب میں جلدی) کے لئے جب قوم سیدنا حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی مدد لینے کے لئے

پہونچے گی تو سیدنا آدم علیہ السلام غیر کی راہ دکھائیں گے اور فرمائیں گے **نفسی نفسی ۔ اذھبوا الی غیری** دوسرے مددگار کے پاس جاؤ۔ انہوں نے یہ نہیں کہا کہ **اذھبوا الی اللہ** (اللہ کے پاس جاؤ) بلکہ سیدنا آدم علیہ السلام دوسرے کے پاس بھیج رہے ہیں۔ حضرت سیدنا نوح علیہ السلام نے یہی کہا **نفسی نفسی ۔ اذھبوا الی غیری** دوسرے کے پاس جاؤ۔ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے کہا **نفسی نفسی ۔ اذھبوا الی غیری** دوسرے کے پاس جاؤ۔ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے کہا **نفسی نفسی ۔ اذھبوا الی غیری** دوسرے کے پاس جاؤ۔ قوم ایک دوسرے سے ہوکر آخر میں حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جائے گی۔ اب سیدنا عیسیٰ علیہ السلام یہ نہیں فرمائیں گے کہ **اذھبوا الی غیری** دوسرے کے پاس جاؤ بلکہ وہ آخری کا پتہ دیں گے' دیکھو ادھر جاؤ۔ شفاعت کا دروازہ وہی کھولیں گے۔ سب لوگ سرکار عربی شفیع المذنبین حضور رحمۃ للعالمین محمد رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے۔ انبیاء علیہم السلام کے نفسی نفسی کہنے میں حکمت یہ ہے کہ اس کام کے لئے امام الانبیاء موجود ہیں۔ حضور ﷺ فرمائیں گے **انا لھا ۔ انا لھا** ہم اسی لئے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ شفاعت فرماتے ہیں اور شفاعت کا آغاز ہوجاتا ہے یہی وہ مقام ہے کہ سارے اہلِ محشر میرے رسول کی تعریف کرنے پر مجبور ہوجاتے ہیں۔ چاہے اپنے ہو یا پرائے ہو' تعریف کرنے پر مجبور ہوجاتے ہیں۔ مقام محمود پر میرا رسول لوائے حمد لیا ہوا نظر آرہا ہے۔ اسی لئے میں کہتا ہوں کہ لوگ قیامت سے بہت گھبراتے ہیں اور ڈرنے کی بھی چیز ہے۔ مگر بتاؤ قیامت کے قائم کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اگر قیامت قائم نہ ہوگی تو حساب کتاب کیسے ہوگا؟ میں نے پوچھا کیا ضرورت ہے حساب کتاب کی۔ کیا خدا عالم الغیب والشہادہ نہیں۔ وہ کیا تمہارے کرتوتوں سے واقف نہیں۔ کیا خدا تمہارے اعمال سے باخبر نہیں۔ مجھے بتاؤ قیامت کی کیا ضرورت ہے؟ خدا جسے چاہے اپنے فضل سے جنت میں پہنچادے اور خدا جسے چاہے اپنے عدل سے جہنم میں ڈال دے۔ ہے کوئی دَم مارنے والا۔ اگر لکھنا پڑھنا ضروری ہے تو وہ لکھ ہی رہے ہیں۔ لکھنے کی کیا ضرورت ہے خدا علیم خبیر ہے۔ بولو اگر اللہ تعالیٰ

جہنمیوں کو بغیر حساب کتاب کے اگر جہنم میں ڈال دے تو کیا وہ جا کر شور مچائیں گے' اسٹرائک کریں گے' کیا احتجاج کریں گے' کالے پتلے لگائیں گے کالے جھنڈے لگائیں گے' حساب انقلاب زندہ باد کے نعرے لگائیں گے۔ دَم مارنے کی گنجائش نہیں۔ کیا ضرورت ہے حساب کتاب کی۔ آج سمجھ میں نہ آئے پھر سونچو' بار بار سونچتے رہو۔ جو رسول کے مقام اور رسول کے مرتبہ سے واقف نہیں' اُن سے بھی پوچھو کیا ضرورت ہے قیامت کی؟ آپ کہیں گے دوستو ! مجھے ایسا لگتا ہے کہ رحمتِ خداوندی آواز دے رہی ہے کہ اے نادان حساب کتاب کے لئے قیامت نہیں ہے۔ اے محبوب (ﷺ) اگر قیامت نہ ہوتی تو ہوجاتا کہ ہم جنتی کو جنت میں پہنچادیتے' جہنمی کو جہنم میں پہنچادیتے......مگر اے محبوب (ﷺ) اگر قیامت نہ ہوگی تو مقامِ محمود پر تمہیں کون دیکھے گا؟ لوائے حمد تمہارے ہاتھ میں کون دیکھے گا؟ میزان پر سہارا دیتا ہوا کون دیکھے گا؟ تمہیں پُل صراط پر بچاتا ہوا کون دیکھے گا؟ تم کو جہنم سے نکالتا ہوا کون دیکھے گا؟ تمہیں جنت کا دروازہ کھولتا ہوا کون دیکھے گا؟ تو اے محبوب ﷺ ! قیامت حساب کتاب کے لئے نہیں' تمہارا مرتبہ دِکھانے کے لئے ہے **اللهم صل علٰی سیدنا محمد وعلٰی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیه**

فقط اتنا سبب ہے انعقادِ محشر کا تمہاری شانِ محبوبی دِکھائی جانے والی ہے

محشر میں حساب کتاب تو بعد میں ہوگا لیکن پہلے مددگار کی تلاش ہوگی۔ ساری قوم مددگار کی تلاش میں سیدنا آدم علیہ السلام سے حضور خاتم النبیین شفیع المذنبین ﷺ تک سب کے پاس پہنچ رہی ہے تو کیا سب مشرک ! اگر غیر خدا کو کوئی مددگار بنانے سے واقعی مشرک ہوجاتا ہے تو حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھ لیں جنھیں دیوبندی بھی پیر کہتے ہیں ہمارے لئے بھی مصدقہ ہے' انہوں نے کہا :

جہاز اُمت کا حق نے کر دیا ہے آپ کے ہاتھوں تم اب چاہے ڈباؤ یا تراؤ یا رسول اللہ

اُمت کے جہاز کو ڈبانے کا بھی اختیار آپ کو ہے اور اُسے تیرانے کا بھی اختیار آپ کو ہے۔ اب حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ سے جا کر قبر پر سناؤ کہ آپ بھی مشرک۔

اب اگر دِل کی دھڑکن کم نہ ہوئی تو اور بھی ایک شعر سنا دوں' لکھنے والے دارالعلوم دیوبند کے بانی مولوی محمد قاسم نانوتوی ہیں :

مدد کر اے کرمِ احمدی کہ تیرے سوا　　　نہیں ہے قاسم بیکس کا کوئی حامی کار

اس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مدد مانگی ہے اور عرض کیا ہے کہ آپ کے سوا میرا کوئی بھی حامی نہیں یعنی خدا کو بھی بھول گئے ۔ کرمِ احمدی کو مددگار بنا رہے ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں کہ اے کرمِ احمدی تیرے سوا قاسم بے بس کا کوئی مددگار نہیں ہے ۔ لیجئے یہ بھی مشرک !

☆☆☆ بے ایمانوں کا کوئی مددگار نہیں :

☆ ﴿**وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ وَّلِيٍّ مِنْ بَعْدِهٖ**﴾(الشوری) اور جسے اللہ گمراہ کرے اُس کا کوئی رفیق نہیں' اللہ کے مقابل ۔ (یعنی گمراہ کا کوئی مددگار نہیں)

☆ ﴿**وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا**﴾(الکہف) اور جسے گمراہ کرے تو' ہرگز اُس کا کوئی حمایتی راہ دِکھانے والا نہ پاؤ گے ۔ (گمراہ کا نہ کوئی مددگار ہے نہ کوئی مُرشد ورہبر)

☆ ﴿**وَمَا كَانَ لَهُمْ مِنْ اَوْلِيَآءَ يَنْصُرُوْنَهُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ سَبِيْلٍ**﴾(الشوریٰ) اور اُن کے کوئی دوست نہ ہوئے کہ اللہ کے مقابل اُن کی مدد کرتے اور جسے اللہ گمراہ کرے اُس کے لئے کہیں راستہ نہیں ۔ (یعنی کفار کو جن دوستوں پر دُنیا میں بھروسہ تھا' یا جن قرابت داروں کے متعلق اُن کا خیال تھا کہ قیامت میں ہماری مدد کریں گے وہ کوئی مدد نہ کریں گے)

☆ ﴿**فَمَنْ يَّهْدِیْ مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ۚ وَمَا لَهُمْ مِنْ نّٰصِرِيْنَ**﴾ (الروم) تو اُسے کون ہدایت کرے جسے خدا نے گمراہ کیا اور اُن کا کوئی مددگار نہیں (بے یارومددگار رہونا کفار کا عذاب ہے)

☆ ﴿**وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ**﴾(المومن) اور ظالموں کا نہ کوئی دوست نہ کوئی سفارشی جس کا کہا مانا جائے ۔

ہمارے حضور ﷺ سے کہا جائے گا **قل تسمع واشفع تشفع** محبوب کہو: تمہاری سُنی جائے گی' شفاعت کرو' تمہاری شفاعت قبول ہوگی ۔ خیال رہے کہ رب جس

کی بھی سنتا ہے یا سنے گا حضور ﷺ کے واسطہ سے۔ ان شآء اللہ مومنوں کے دوست بھی کام آئیں گے اور سفارشی بھی۔ مومنوں کے سفارشیوں کی بات مانی جائے گی کیونکہ دوستوں اور سفارشیوں کا کام نہ آنا کفار کے عذاب میں شمار کیا گیا ہے۔

☆ ﴿مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ اتَّخَذَتْ بَيْتًا ۚ وَاِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ﴾ (العنکبوت/۴۱) اُن لوگوں کی مثال جنہوں نے اللہ کو چھوڑ کر (دوسرے) مددگار بنا لیے مکڑی کی سی مثال ہے اُس نے (جالے کا) گھر بنایا اور اس میں شک نہیں کہ سب گھروں سے زیادہ کمزور یقیناً مکڑی کا گھر ہے، کاش وہ بھی اس حقیقت کو جانتے۔

کفار کو خداوند کریم کی نہ توحید پر ایمان تھا اور نہ روزِ قیامت پر یقین تھا اس لئے وہ بڑے مزے سے حیوانی زندگی گزار رہے تھے۔ کفار نے اپنے بتوں کو معبود بنا رکھا تھا۔ ان کے زعمِ باطل میں اُن کے معبودوں کا یہ کام تھا کہ وہ انہیں مصیبتوں سے چھڑائیں اور اُن کی دولت وعزت میں اضافہ کرتے چلے جائیں۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ نے اُن کی نافرمانیوں کے باعث اُن پر عذاب نازل کیا تو یہ بُت اُن کے کسی کام نہ آسکے۔ کفار بڑے بدبخت ہیں جو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسرے معبودوں کو اپنا سرپرست اور دوست سمجھتے ہیں اور اُن سے یہ امیدیں وابستہ کئے بیٹھے ہیں کہ جب اُن پر کوئی مصیبت آپڑے گی تو وہ آکر انہیں بچا لیں گے۔ فرمایا، اُن کی یہ توقعات مکڑی کے جالے سے بھی زیادہ کمزور ہیں۔ مکڑی کا جالا تو ہوا کے ایک جھونکے کی تاب نہیں لاسکتا۔ مکڑی کا جالا گرمی، سردی دُور نہیں کرسکتا، گردوغبار کو روکتا نہیں، دیکھنے میں بہت پھیلا ہوا ہوتا ہے مگر اُس کی حقیقت کچھ نہیں ہوتی کہ انگلی لگ جانے سے ٹوٹ جاتا ہے۔ ایسے ہی اُن کفار کے دین کا حال ہے کہ دِکھاوا بہت، حقیقت کچھ نہیں۔ نہ اُس کی نبیاد ہے نہ دیواریں، نہ چھت نہ کوئی اور چیز کی پختگی۔ مکڑی کا جالا عذابِ الٰہی کے طوفانوں کے سامنے ٹھہر نہیں سکتا۔ (اللہ تعالیٰ سے تعلق توڑ کر غیروں کے ساتھ تعلق قائم کرنے والے اور اُن پر بھروسہ کرنے والے ایسے ہیں جیسے وہ نادان جو مکڑی کے جالوں پر اپنی امیدوں کے محلات تعمیر کرنا چاہتے ہیں)۔

حضرت سیدنا علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ گھروں کو مکڑی کے جالوں سے صاف رکھا کرو کیونکہ مکڑی کے جالوں کا گھر میں ہونا افلاس کا باعث ہے۔ (قرطبی)

☆ ﴿وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ﴾ (الاحقاف/۵) اور اُس (بدبخت) سے زیادہ کون گمراہ ہوگا جو اللہ کو چھوڑ کر اُن کو پُکارے جو قیامت تک اُن کی فریادرسی نہ کرسکیں اور وہ اُن کے پُکارنے سے ہی بے خبر (غافل) ہیں۔

مشرکین بتوں کی پرستش کیا کرتے تھے' انہوں نے بیت اللہ شریف میں تین سو ساٹھ بُت بٹھا کر رکھے تھے۔ اپنے اپنے گھروں میں جو مُورتیاں انہوں نے سجا رکھی تھیں وہ اس کے علاوہ تھیں۔ اُن کی اس کھلی گمراہی بلکہ حماقت کو بڑے مؤثر انداز میں پیش کیا جارہا ہے کہ اے عقل کے اندھو ! تم اُن بے جان پتھروں کے بتوں کی پوجا کرتے ہو جو نہ سن سکتے ہیں اور نہ جواب دے سکتے ہیں' جو بالکل بہرے ہیں' نہ دیکھتے ہیں نہ پکڑتے ہیں۔ وہ بھلا کسی مشکل وقت میں تمہاری مدد کیا خاک کریں گے۔ اس سے زیادہ نادان وگمراہ اور کون ہوسکتا ہے؟

بعض لوگ جوملت کے اتحاد کو انتشار کا شکار بنانا چاہتے ہیں ......رات دن اس دُھن میں لگے رہتے ہیں کہ ملت میں نئی ملت پیدا کریں۔ وہ ان ہی آیات کو جن کے مخاطب بے جان پتھروں کے بُت (مورتیاں) اور کفار ومشرکین ہیں وہ اہلسنت و جماعت پر چسپاں کرتے ہیں (معاذاللہ)۔ بحمدہ تعالیٰ اہلسنت و جماعت میں سے کوئی اَن پڑھ اور جاہل بھی اللہ جل مجدہ' کے سوا کسی کی خدائی اور الوہیت کا عقیدۂ فاسدہ نہیں رکھتا۔ جب وہ اللہ تعالیٰ کے محبوب' تمام نبیوں کے سردار' تمام رسولوں کے سرتاج' اپنے آقا ومولیٰ اور دونوں جہاں کے آسرا محمد مصطفیٰ ﷺ کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ **اشهد ان محمدا عبده' وسوله** اور نماز میں کئی کئی مرتبہ اس شہادت کا اعادہ کرتا ہے تو وہ کسی اور کو کیونکر خدا یا خدا کا ہمسر اور شریک تصور کرسکتا ہے؟ یہ محض بہتان اور افتراء عظیم ہے کہ اہلسنت و جماعت کسی کو خدا کا شریک بناتے ہیں **هذا افك مبين وبهتان عظيم۔**

☆ ﴿وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ﴾ نہیں ہے تمہارے لئے اللہ کے

سوا کوئی دوست اور نہ کوئی مددگار۔ (اور اللہ کے مقابل نہ تمہارا کوئی دوست ہے اور نہ مددگار)

اس آیت کے مخاطب مومن نہیں ہیں بلکہ کفار ومشرکین ہیں جن کا اللہ کے مقابل نہ کوئی والی ہے نہ مددگار۔ آیت میں روئے سخن کافروں کی طرف ہے یعنی اے کافرو ! تمہارا مددگار آخرت میں کوئی نہیں۔ اگر اس آیت کے معنٰی یہ ہوں کہ قبر پرست مسلمان' نبیوں اور ولیوں کو حاجت روا مانتے ہیں تو جس وقت یہ آیت اُتری ہے وہ زمانہ نبوی تھا اور اُس زمانے کے مسلمان صحابہ کرام تھے جن سب کے بارے میں جنت کا وعدہ ہو چکا۔ بتاؤ اُن میں قبر پرست کون تھا اور فقیروں کو کون حاجت روا مانتا تھا جس کا ذکر اس آیت میں ہو رہا ہے اگر اُس زمانے میں ایسا کوئی نہ تھا اور سارے صحابہ مومن بلکہ مومن گر تھے تو یہ آیت غلط ہوگئی' جس نے نعوذ اللہ جھوٹی خبر دی......لہذا ماننا پڑے گا کہ یہاں اُن ہی مشرکوں' کافروں کا ذکر ہے جو اُس زمانے میں موجود تھے اور بُت پرستی کرتے تھے۔

اگر کسی بندے کو بعطائے الٰہی فریاد رس' مشکل کشا ماننا شرک ہو اور کسی کو حاضر و ناظر' غیب داں سمجھنا توحید کے خلاف ہو تو دُنیا میں کوئی مسلمان نہیں رہ سکتا۔ خود ایسے مفسرین بھی شیطان اور ملک الموت کو حاضر و ناظر مانتے ہیں اور امیروں کو چندوں کے وقت' حکیموں کو بیماری کے وقت' حاکموں کو خاص مصیبت کے موقعہ پر فریاد رس' حاجت روا' مشکل کشا سمجھ کر اُن کے دروازوں پر جاتے ہیں۔

تعجب ہے کہ یوسف علیہ السلام کی قمیص دافع بلا ہو سکے' جنگل کی جڑی بوٹیاں دافع جریان' دافع بخار' اکسیر شفا ہو سکیں۔ ایک شربت کا نام فریاد رَس اور رُوح افزا بھی ہو مگر یہ سب توحید کے خلاف نہ ہوں اور حضور نبی کریم محمد مصطفٰے ﷺ کو فریاد رَس ماننا اس آیت کے خلاف ہو گیا۔ یہ عجیب تفسیر ہے کہ کہیں غلط اور کہیں صحیح۔

لطیفہ : اُن مفسرین میں سے ایک عالم کہیں جلسے میں بُلائے گئے جہاں اسٹیج پر بیٹھ کر انہوں نے کہا **لاالہ** نہیں ہے کوئی حاجت روا' نہیں ہے کوئی مشکل کشا سوائے اللہ کے۔ خیر جلسہ ختم ہو گیا اور حضرت جی صبح لوٹنے لگے تو جلسے والوں سے نذرانہ اور کرایہ مانگا۔ انہوں

نے کہا کہ حضرت جی آپ رات کی اپنی تقریر بھول گئے **لاالـہ** نہیں ہے کوئی کرایہ دینے والا' **لاالـہ** نہیں ہے کوئی نذرانہ دینے والا۔ **لاالـہ** نہیں ہے کوئی روپیہ پیسہ دینے کے قابل۔ **الا الـلــــه** اللہ کے سوا۔ آپ مشرک کیوں ہوئے جا رہے ہیں اور ہمیں مشرک کیوں بنا رہے ہیں؟ ہم اپنی توحید سنبھالیں گے اور آپ کو ایک پیسہ نہیں دیں گے۔ ☆☆☆

تفسیرِ عالمانہ : ﴿**وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَلَا نَصِيْرٍ**﴾ **مِنْ دُوْنِ اللّٰه** یہ **دُون** کا لفظ جو آپ بولتے ہو اس کے کتنے معنٰی ہیں۔ اس کے معنوں کے لئے مفردات امام رازی اُٹھا کر دیکھو۔ مقابل' مدمقابل دونوں کے معنٰی مدمقابل کے بھی آتے ہیں اور قرآن میں مدمقابل اس کا بھی استعمال ہوا ہے اس کی دو مثال عرض کردوں ﴿**وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ**﴾ (البقرہ/۲۳) اگر تجھے خدا کے کلام الٰہی میں شک ہو تو ایک سورہ کی مثال لے آؤ اگر نہ لاسکے تو اپنے سارے مددگاروں کو بلالو جو اللہ کے سوا ہیں' اللہ کے مدمقابل ہیں۔ یہ چیلنج انبیاء و اولیاء کو نہیں ہے اللہ کے جو مدمقابل ہیں اُن کو لاؤ' مثال لاؤ **دُوْنِ اللّٰه** کے معنٰی مدمقابل۔ دوسرا یہ کہ ﴿**اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ**﴾ (انبیاء/ ۹۸) بیشک تم اور جو اللہ کے سوا دوسرے کو پوجتے ہو (جن بتوں کی تم عبادت کرتے ہو) سب کے سب جہنمی ہے۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو پوجا گیا کہ نہیں؟ سیدنا عزیر علیہ السلام کو پوجا گیا کہ نہیں؟ حضرت مریم رضی اللہ عنہا کو پوجا گیا کہ نہیں؟ تو کیا یہ سب جہنم میں؟ تو پتہ چلا کہ یہاں **مـن دون الـلــه** سے مراد یہ نہیں ہے بلکہ یہ کہ تم اور تمہارے معبود جو خدا کے مدمقابل ہیں وہ سب جہنمی ہیں اور وہ معبود جس کو تم نے اپنی جہالت سے معبود بنالیا ہے اور خدا نے اُن سے بھلائی کا وعدہ کیا ہے وہ الگ ہیں ان کو اس صف میں نہ لانا۔ **دون الله** کے معنٰی مدمقابل ہوئے ﴿**وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَلَا نَصِيْرٍ**﴾ اللہ کے مدمقابل ہو کر نہ کوئی تمہارا کوئی دوست ہے نہ کوئی مددگار۔

اللہ کسی کو عزت دینا چاہے کوئی اُسے ذلیل نہیں کرسکتا' اللہ کے مدمقابل بن کر نہ کوئی تمہاری

مدد کر سکتا ہے نہ تمہارا دوست ہوسکتا۔ ہاں اللہ کی مدد کا سایہ بن کر کے' ہاں اس کا مظہر بن کر کے مدد کرتا ہے اور کرتا رہے گا **اللھم صل علٰی سیدنا محمد وعلٰی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیه** حضور ﷺ اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہ ایک ہی سواری پر رونق افروز ہیں' حضرت معاذ رضی اللہ عنہ پیچھے بیٹھے ہوئے ہیں حضور ﷺ تین مرتبہ کہتے ہیں **یا معاذ** تو معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا **لبیك وسعدك یارسول الله** ہاں حاضر ہوں یا رسول اللہ ﷺ' تو فرماتے ہیں اے معاذ ! تمہارا ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہوسکتا جب تک کہ تمہارا یہ عقیدہ نہ ہو کہ خدا جسے ذلیل کرنا چاہے اُسے کوئی عزت دے نہیں سکتا' اور خدا جسے عزت دینا چاہے اُسے کوئی ذلیل نہیں کر سکتا۔ خدا نے شدّاد اور قوم عاد کو رسوا کرنا چاہا تو انہیں کوئی نہیں بچا سکا۔ نمرود اور فرعون کو اُن کی شان وشوکت نہیں بچا سکی۔ ابرہہ کو اس کے ہاتھیوں نے نہیں بچا سکا۔ اللہ جب کسی کو ذلیل کرنا چاہتا ہے تو اُسے کوئی نہیں بچا سکتا۔ اور وہ جو کسی کو عزت دینا چاہتا ہے تو کوئی اُسے ذلیل نہیں کر سکتا۔ دیکھو کیسی عزت دی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کر دیا۔ سیدنا علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کے بستر پر سلا دیا' کافر گھیرے ہوئے ہیں مار نہ سکے' علی بہت مزے میں سو رہے ہیں حالانکہ سونے کی عادت نہیں ہے' رات بھر عبادت کرنے والے سیدنا علی رضی اللہ عنہ آج رات بھر سو رہے ہیں اس لئے کہ محبوب نے انہیں سلایا ہے اس سونے میں جو لذت ہے وہ جاگنے میں نہیں ہے **اللھم صل علٰی سیدنا محمد وعلٰی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیه۔** سیدنا علی رضی اللہ عنہ کتنے آرام سے سو رہے ہیں' اچھا ہوا جو سو گئے' اگر عبادت کے لئے جاگتے تو مستقبل کا نادان انسان یہ سوچتا کہ علی ڈر رہے تھے اور خوف کے مارے جاگتے رہے۔ شیرِ خدا نے بتلا دیا کہ مجھے کسی کا خوف نہیں۔ ایک بات اور سمجھ میں آئی کہ یہ سمجھ رہے ہیں کہ خدا اگر ہمیں بچانا چاہا تو دُنیا کی کوئی طاقت ہمیں مار نہیں سکتی اور رسول نے بھی کہا تھا کہ علی تمہیں ٹھہرنا ہے کیونکہ تم میرے وصی ہو' میں تمہیں وصیت کر رہا ہوں' تمیں میری امانتیں بھی دینی ہیں اور پھر مجھ سے مل بھی جانا ہے تو علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کا ایمان بول رہا تھا کہ جب تک میں رسول کی

امانتیں نہ دے دوں اور رسول سے نہ مل لوں مجھے موت آ ہی نہیں سکتی۔ میرے حضور (ﷺ) نے کہہ دیا ہے یہ وہ ایمان والے لوگ تھے جنہیں خدا نے عزت دی۔

خدا جسے ذلیل کرنا چاہتا ہے اُسے کوئی عزت دے نہیں سکتا۔ ذلیل ہونے والوں کا حال دیکھ لیا۔ دیکھو یزید ذلیل ہوا کہ نہیں؟ آج پورے مل کر محنت کر رہے ہیں اور اُسے عزت دے رہے ہیں مگر اُس کی قبر تک نہیں مل رہی ہے۔ مؤرخین بھی ساکت ہے خدا نے جب اُسے ذلت دے دیا ہے تم کیسے عزت دو گے۔ یزیدیوں نے یزید کی قبر کو بہت تلاش کیا تاکہ اظہارِ عقیدت میں کچھ پھول چڑھا سکیں، لیکن ساری تدبیریں ناکام ہو گئیں قبر کا کہیں پتہ نہ چل سکا۔ یزیدی جب مایوس پلٹا تو کیا دیکھتا ہے کہ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے روضہ پر عشاق پھول چڑھا رہے ہیں۔ یہ منظر دیکھ کر کہا کہ لاؤ فتویٰ دے دیں کہ پھول چڑھانا حرام ہے چادر چڑھانا حرام ہے۔ ارے نادان جب تیرے والا تجھے نہیں ملتا تو ہمارے والے پر کیوں اعتراض کر رہا ہے؟ **اللھم صل علٰی سیدنا محمد وعلٰی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیه۔**

من دون الله کے ایک معنٰی سوا کے بھی ہیں ﴿**وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ**﴾ نہیں ہے تمہارے لئے اللہ کے سوا ایسا دوست ایسا مددگار جو مستحق عبادت ہو۔ میں اس لئے یہ ترجمہ کر رہا ہوں تاکہ قرآن، قرآن کی آیت سے نہ ٹکرائے۔ انبیاء پر شرک کا داغ نہ لگے سارے مسلمین مشرک نہ ہو جائیں۔ ایسا تمہارا دوست نہیں ہے جو لائق عبادت ہو، ایسا تمہارا کوئی مددگار نہیں ہے جو لائق پرستش ہو۔

﴿☆☆ **مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ** : قرآنِ شریف میں یہ لفظ بہت زیادہ استعمال ہوا ہے۔ عبادت کے ساتھ بھی آیا ہے، تصرف اور مدد کے ساتھی بھی، ولی اور نصیر کے ساتھ بھی، شہید اور وکیل کے ساتھ بھی، شفیع کے ساتھ بھی، ہدایت، ضلالت کے ساتھ بھی۔

اس دُون کے معنٰی سواء اور علاوہ ہیں ......مگر یہ معنٰی قرآن کی ہر آیت میں درست نہیں ہوتے ہیں۔ اگر ہر جگہ اس کے معنٰی سواء کئے جائیں تو کہیں تو آیات میں سخت تعارض ہوگا اور کہیں قرآن میں صراحۃً جھوٹ لازم آئے گا جس کے دفع کے لئے سخت دشواری ہوگی۔

قرآن کریم میں تامل کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لفظ تین معنٰی میں استعمال ہوا ہے۔

(۱) سواء علاوہ (۲) مقابل (۳) اللہ کو چھوڑ کر

جہاں من دون اللہ عبادت کے ساتھ ہو یا ان الفاظ کے ہمراہ آئے جو عبادت یا معبود کے معنٰی میں استعمال ہوئے ہوں تو اس کے معنٰی سواء ہوں گے کیونکہ خدا کے سواء کسی کی عبادت نہیں ہوسکتی جیسے اس آیت میں :

﴿فَلَآ اَعْبُدُ الَّذِیْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰـكِنْ اَعْبُدُ اللّٰـهَ الَّـذِیْ یَتَـوَفّٰـكُمْ ﴾ (یونس/۱۰۴)

پس نہیں پوجتا میں انہیں جن کو تم پوجتے اللہ کے سواء اور لیکن میں تو اس اللہ کو پوجوں گا جو تمہیں موت دیتا ہے۔

﴿وَیَـعْبُـدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَایَضُرُّهُمْ وَلَا یَنْفَعُهُمْ ﴾ (یونس/۱۸)

اور پوجتے ہیں وہ کافر اللہ کے سواء انہیں جو نہ انہیں نفع دیں نہ نقصان۔

﴿اُحْشُرُوا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَهُمْ وَمَا كَـانُـوْا یَـعْبُـدُوْنَ ۙ مِـنْ دُوْنِ اللّٰـهِ ﴾ (الصّٰفّٰت/۲۳)

جمع کرو ظالموں کو اور اُن کی بیویوں کو اور اُن کی جن کی پوجا کرتے تھے یہ اللہ کے سواء

اس جیسی بہت سی آیات میں **مـن دون الـلّٰـه** کے معنی اللہ کے سواء ہیں' کیونکہ یہ عبادت کے ساتھ آئے ہیں اور عبادت غیر خدا کسی کی بھی نہیں ہوسکتی۔

﴿قُـلْ اَرَءَ یْتُـمْ شُرَكَآءَ كُمُ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِـنْ دُوْنِ اللّٰـهِ ۙ اَرُوْنِـیْ مَاذَا خَلَقُوْا ﴾ (فاطر/۴۰)

فرماؤ کہ تم بتاؤ کہ تمہارے وہ (معبود) جن کی تم پوجا کرتے ہو خدا کے سوا مجھے دکھاؤ کہ انہوں نے کیا پیدا کیا

﴿وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴾ (بقرة/۲۳)

اور بلالو اپنے معبودوں کو اللہ کے سوا اگر تم سچے ہو۔

﴿اَفَـحَسِبَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْآ اَنْ یَّتَّخِذُوْا عِبَـــادِیْ مِـنْ دُوْنِـیْٓ اَوْلِیَـــآءَ ﴾ (الكهف/۱۰۲)

تو کافروں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ میرے بندوں کو میرے سوا معبود بنائیں۔

ان جیسی آیات میں چونکہ **دُون** کالفظ **تدعون** اور **اولیاء** کے ساتھ آیا ہے اور یہاں **تدعون** کے معنی عبادت ہیں اور **اولیاء** کے معنی معبود۔ لہذا یہاں بھی **دون** بمعنی علاوہ اور سوا ہوگا۔ لیکن جہاں **دون** مدد یا نصرت یا دوستی کے ساتھ آئے گا تو وہاں اس کے معنی صرف سواء کے نہ ہوں گے بلکہ اللہ کے مقابل یا اللہ کو چھوڑ کر ہوں گے، یعنی اللہ کے سواء اللہ کے دشمن۔ اس تفسیر اور معنی میں کوئی دشواری نہ ہوگی جیسے :

﴿**لَاتَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِیْ وَکِیْلًا**﴾ (الاسراء/بنی اسرائیل/۲) — کہ میرے مقابل کسی کو وکیل نہ بناؤ۔

﴿**اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُفَعَآءَ**﴾ (الزمر/۴۳) — کیا اُن لوگوں نے اللہ کے مقابل کچھ سفارشی رکھے ہیں۔

﴿**وَمَا لَکُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ**﴾ (البقرۃ/۱۰۷) — اور اللہ کے مقابل نہ تمہارا کوئی دوست ہے اور نہ مددگار۔

﴿**وَلَا یَجِدُوْنَ لَهُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِیًّا وَّلَا نَصِیْرًا**﴾ (المائدہ/۱۷۴) — اور وہ اللہ کے مقابل اپنا نہ کوئی دوست پائیں گے اور نہ مددگار۔

﴿**لَایَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْکٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ**﴾ (ال عمران/ ۲۸) — مومن۔ مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست نہ بنائیں۔

﴿**وَمَنْ یَّتَّخِذِ الشَّیْطٰنَ وَلِیًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِیْنًا**﴾ (النساء/۱۱۹) — اور جو شیطان کو دوست بنائے خدا کو چھوڑ کر، وہ کھلے ہوئے گھاٹے میں پڑ گیا۔

﴿**وَمَا کَانَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِیَآءَ**﴾ (ہود/۲۰) — اور نہیں ہے اُن کافروں کے لئے اللہ کے مقابل کوئی مددگار۔

ان جیسی آیتوں میں جہاں مدد، نصرت، ولایت، دوستی وغیرہ کے ساتھ لفظ **دُون** آیا ہے اُس کے معنی رب کے سواء یا رب کے علاوہ کے نہیں بلکہ رب تعالٰی کے مقابل ہے۔ اگر رب کے سواء معنی کئے جائیں تو عقل کے بالکل خلاف ہوگا اور رب کا کلام معاذ اللہ جھوٹا ہوگا مثلاً

یہاں فرمایا گیا کہ ﴿اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُفَعَآءَ﴾ انہوں نے خدا کے سوا سفارشی بنالئے۔ سفارشی تو خدا کے سوا ہی ہوگا' خدا تو سفارشی ہوسکتا ہی نہیں۔ یا فرمایا گیا ﴿لَاتَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِیْ وَكِيْلًا﴾ میرے سوا کسی کو وکیل نہ بناؤ۔ حالانکہ دن رات وکیل بنایا جاتا ہے۔ اب وکیل کے معنی کی توجیہیں کرو' اور شفعاء کے متعلق بحث کرتے پھرو' لیکن اگر یہاں دُون کے معنی مقابل کر لئے جائیں تو کلام نہایت صاف ہوجاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مقابل نہ کوئی سفارشی ہے نہ وکیل' نہ کوئی حمایتی ہے نہ کوئی مددگار' نہ کوئی دوست۔

جن مفسرین نے یا ترجمہ کرنے والوں نے ان مقامات میں سواء ترجمہ کیا ہے اُن کی مراد بھی سواء سے ایسے ہی سواء مراد ہیں۔ اس دُون کی تفسیر یہ آیات ہیں:

﴿وَاِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِیْ يَنْصُرُكُمْ مِنْ بَعْدِهٖ﴾ (ال عمران/۱۶۰)
اور اگر رب تمہیں رسوا کرے تو کون ہے جو پھر تمہاری مدد کرے۔

﴿قُلْ مَنْ ذَا الَّذِیْ يَعْصِمُكُمْ مِّنَ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَبِكُمْ سُوْٓءً اَوْ اَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً ؕ وَلَايَجِدُوْنَ لَهُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا﴾ (الاحزاب/۱۷)
تم فرماؤ کہ وہ کون ہے جو تمہیں اللہ سے بچائے اگر ارادہ کرے رب تمہارے لئے بُرائی کا اور ارادہ کرے مہربانی کا اور وہ اللہ کے مقابل کوئی نہ دوست پائیں گے نہ مددگار۔

﴿اَمْ لَهُمْ اٰلِهَةٌ تَمْنَعُهُمْ مِّنْ دُوْنِنَا﴾ (الانبیاء/۴۳)
کیا اُن کے کچھ ایسے خدا ہیں جو انہیں ہم سے بچالیں۔

ان آیات نے تفسیر فرمادی کہ جہاں مدد یا دوستی کے ساتھ لفظ **دون** آئے گا وہاں مقابل اور رب کو چھوڑ کر معنی دے گا نہ کہ صرف سواء یا علاوہ کے۔

مومنوں کے مددگار بہت ہیں : ﴿وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا﴾ (النساء/۷۵) اے اللہ اپنی طرف سے ہمارے لئے ولی بنا اور

اپنی طرف سے ہمارے لئے مددگار بنا۔(اور ہمیں اپنے پاس سے کوئی حمایتی و مددگار دے دے)
معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ جس پر مہربان ہوتا ہے اس کے لئے مہربان مقرر فرما دیتا ہے اور جس پر قہر فرماتا ہے اُسے بے یارو مددگار چھوڑ دیتا ہے اسی لئے مددگار بنانے کی دُعا مانگنے کا حکم دیا۔ غیر خدا کی مدد شرک نہیں بلکہ رب کی رحمت ہے۔ دُعا کا مقصد یہ ہے کہ مولیٰ یا تو ہمیں مکہ سے نکال یا مددگار مجاہدین کو بھیج جو ہمیں کفار کے چنگل سے چھڑائیں۔ اللہ نے اُن کی دُعا قبول فرمائی۔ غازیانِ اسلام نے مکہ فتح فرمایا۔ان کمزوروں کو ظالموں سے چھڑایا۔

☆ ﴿ **فَاِنَّ اللّٰہَ ھُوَ مَوْلٰہُ وَجِبْرِیْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ ۚ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ بَعْدَ ذٰلِکَ ظَھِیْرٌ** ﴾ (التحریم/۴) بے شک اللہ اُن کا مددگار رہے اور جبرئیل اور نیک ایمان والے' اور اس کے بعد فرشتے مدد پر ہیں۔

خیال رہے کہ نبی' مسلمانوں کے ایسے مددگار ہیں جیسے بادشاہ' رعایا کا مددگار۔ اور مومن' حضور ﷺ کے ایسے مددگار جیسے خدام اور سپاہی بادشاہ کے۔

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے بندے مددگار ہیں کیونکہ اس آیت میں جبرئیل اور صالح مسلمانوں کو مولیٰ یعنی مددگار فرمایا گیا اور فرشتوں کو ظہیر یعنی معاون قرار دیا گیا۔

☆ ﴿ **یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ** ﴾ (محمد/۷)

اے ایمان والو ! اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کرو گے (تو) وہ تمہاری مدد فرمائے گا۔

اس میں اللہ تعالیٰ نے جو کہ غنی ہے اپنے بندوں سے مدد طلب فرمائی۔

☆ اللہ تعالیٰ نے میثاق کے دن ارواحِ انبیاء سے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے بارے میں عہد لیا کہ جب تمھارے پاس وہ رسُول تشریف لائے جو تصدیق کرنے والا ہو اُن (کتابوں) کی جو تمھارے پاس ہیں تو تم ضرور ضرور اُس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اُس کی مدد کرنا۔

﴿ **لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ** ﴾ (ال عمران/۸۱) معلوم ہوا کہ اللہ کے بندوں کی مدد کا میثاق کے دن سے حکم ہے۔

☆ ﴿ **اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا** ﴾ (مائدہ/۵۵) تمہارا ولی (مددگار) تو اللہ ہے' اور اُس کا رسول ہے اور مومنین صالحین ہیں۔

☆ ﴿وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ﴾ (التوبہ/۷۱) اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے حمایتی (مددگار) ہیں۔

☆ ﴿نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ﴾ (حٰم/۳۱) ہم تمہارے مددگار ہیں دُنیا کی زندگانی میں اور آخرت میں۔

اب بتاؤ خدا کے سوا کوئی مددگار و حمایتی ہی نہیں تو یہ رسول کیسے مددگار ہو گئے اور یہ مومنین کیسے مددگار و حمایتی ہو گئے؟ معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ تمہارا بھی مددگار اور مسلمان بھی آپس میں ایک دوسرے کے مددگار و حمایتی۔ مگر رب تعالیٰ بالذات مددگار اور یہ بالعرض۔

☆ ﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ (المائدہ/۲) اور تم نیکی اور پرہیزگاری (کے کاموں) میں باہم ایک دوسرے کی مدد کرتے رہو اور گناہ اور ظلم میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو (نیک اور پرہیزگاری میں ایک دوسرے کی مدد کرو اور ایک دوسرے کی مدد نہ کرو سرکشی میں)۔ اس آیت میں ایک دوسرے کی مدد کا حکم دیا گیا۔

☆ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے غیر اللہ یعنی اپنے حواریوں سے مدد طلب کیا اور اپنے حواریوں سے خطاب فرمایا کہ میرا مددگار کون ہے ﴿مَنْ اَنْصَارِىْٓ اِلَى اللّٰهِ﴾ (ال عمران/۵۲) کون میرے مددگار بنتے ہیں اللہ کی طرف۔ (کون ہے اللہ کی راہ میں میری مدد کرنے والا)۔ حواریوں نے کہا ﴿نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ﴾ (ال عمران/۵۳) ہم ہیں اللہ کے دین کے مددگار۔ (بوقتِ مصیبت اللہ کے بندوں سے مدد مانگنا سنتِ پیغمبر ہے)

☆ موسیٰ علیہ السلام کو جب تبلیغ کے لئے فرعون کے پاس جانے کا حکم ہوا تو عرض کیا ﴿وَاجْعَلْ لِّىْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِىْ هَارُوْنَ اَخِى اشْدُدْ بِهٖٓ اَزْرِىْ﴾ خدایا میرے بھائی کو نبی بنا کر میرا وزیر کر دے، میری پشت (کمر) کو اُن کی مدد سے مضبوط کر دے۔

اللہ تعالیٰ نے یہ نہ فرمایا کہ تم نے میرے سوا کا سہارا کیوں لیا؟ کیا میں کافی نہیں؟ بلکہ اُن کی درخواست منظور فرمالی۔ معلوم ہوا کہ بندوں کا سہارا لینا سنتِ انبیاء ہے۔

☆ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (۱) **من فی حاجة اخیه کان الله فی حاجته** (بخاری و مسلم) جو شخص اپنے بھائی کی ضرورت پوری کرنے میں لگا رہے گا اس کی ضرورت

اللہ تعالیٰ پوری فرماتا رہے گا۔ (۲) **واللہ فی عون العبد ماکان العبد فی عون اخیہ** (مسلم وابوداؤد) اللہ تعالیٰ بندے کی مدد فرماتا رہے گا جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں لگا رہے۔ (۳) **ان للہ خلقا خلقھم لحوائج الناس یفزع الناس الیھم فی حوائجھم اولئك الاٰمنون من عذاب اللہ** اللہ کے کچھ ایسے بندے ہیں جنہیں اللہ نے لوگوں کی ضرورتیں پوری کرنے کے لئے پیدا فرمایا ہے لوگ اپنی ضروریات کے لئے اُن کے پاس جاتے ہیں یہی لوگ عذاب الٰہی سے مامون ہیں۔ (۴) **ان للہ اقواما اختصھم بالنعم لمنافع العباد یقرھم فیما مابذلوھا فاذا منعوھا نزعھا منھم فحولھا الی غیرھم** (ابن الدنیا) اللہ تعالیٰ نے کچھ لوگوں کے لئے نعمتیں خاص کر رکھی ہیں جن سے وہ بندوں کو فائدہ پہنچاتے ہیں وہ نعمتیں اُن لوگوں کے اندر اُس وقت تک رہتی ہیں جب تک وہ انہیں صرف کرتے رہتے ہیں پھر جب وہ یہ نعمتیں روک لیتے ہیں تو وہ دوسروں کے حوالہ کردی جاتی ہیں (۵) **لان یمشی احدکم مع اخیہ فی قضاء حاجتہ واشار باصبعہ افضل من ان یعتکف فی مسجدی ھذا شھرین** (الحاکم) اپنے بھائی کی ضرورت پوری کرنے کی راہ میں قدم بڑھانا میری اس مسجد میں دو ماہ کے اعتکاف سے افضل ہے۔ **فی قضاء حاجتہ** کہتے ہوئے آپ نے اپنی انگلی سے اشارہ فرمایا۔

دور سے رسول اللہ ﷺ کو مدد کے لئے پُکارنا : امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ مواہب میں، محدث طبرانی رحمۃ اللہ علیہ معجم صغیر میں، اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوۃ میں روایت کرتے ہیں: حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ایک رات حضور ﷺ وضو فرما رہے تھے کہ آپ نے لبیک کہا، پھر لبیک لبیک تین بار فرمایا اور میں نے آپ کو تین بار **نُصِرْتَ نُصِرْتَ نُصِرْتَ** تیری مدد کی گئی، تیری مدد کی گئی، تیری مدد کی گئی فرماتے سُنا۔ حضور ﷺ وضو فرما کر تشریف لائے تو میں نے عرض کی، یارسول اللہ ﷺ : میں نے سنا کہ حضور کلام فرما رہے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کوئی فریاد کرنے والا مجھ سے نصرت طلب کرتا ہے۔ تین روز کے بعد عمر بن خزاعی رضی اللہ عنہ چالیس سواروں کے ساتھ مکہ معظمہ

سے مدینہ منورہ آئے، جو کچھ گزرا حضور ﷺ کو خبر دی۔ (الطبرانی)

اس حدیث سے حضور ﷺ کو دُور دراز سے پُکارنا، آپ سے فریاد کرنا اور آپ سے مدد چاہنا ثابت ہوا، نیز معلوم ہوا حضور ﷺ دُور دراز مقامات سے پُکارنے اور فریاد کرنے والوں کے نام اور اُن کے حسب ونسب اور اُن کے احوال کو جانتے ہیں اور فریاد کو سنتے ہیں اور امداد فرماتے ہیں۔ فریاد اُمتی جو کرے حال زار میں ممکن نہیں کہ خیر البشر کو خبر نہ ہو

☆ حصن حصین میں ہے **وَاِنْ اَرَادَ عَوْنًا فَلْيَقُلْ يَاعِبَادَ اللّٰهِ اَعِيْنُوْنِیْ يَاعِبَادَ اللّٰهِ اَعِيْنُوْنِیْ يَاعِبَادَ اللّٰهِ اَعِيْنُوْنِیْ** جب مدد لینا چاہے تو کہے : اللہ کے بندو میری مدد کرو، اے اللہ کے بندو میری مدد کرو، اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔ (ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ اگر جنگل میں کسی کا جانور بھاگ جائے تو آواز دے کہ اے اللہ کے بندو اُسے روک دو۔ بندوں سے فرشتے، مسلمان، جن، رجال الغیب یعنی ابدال مراد ہیں۔ یہ عمل مجرب ہے)۔

☆ سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ اپنے قصیدہ میں فرماتے ہیں :

یارحمة للعٰلمین ادرك لزین العابدین محبوس ایدی الظلمین فی موکب والمزدحم

اے رحمۃ للعالمین زین العابدین کی مدد کو پہنچو وہ اس ازدحام میں ظالموں کے ہاتھوں میں قید ہے

☆ حضرت شرف الدین بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کو فالج کا مرض لاحق ہوا، نصف جسم بیکار ہو گیا۔ آپ نے حضور سرور عالم ﷺ کی بارگاہ میں قصیدہ لکھا۔ اُسی رات زیارت سے مشرف ہوئے۔ حضور ﷺ نے دستِ مبارک اُن کے بدن پر پھیرا، یہ فوراً شفایاب ہو گئے۔ امام بوصیری اپنے گھر سے نکلے تھے کہ ایک درویش سے ملاقات ہوئی اور اُس نے درخواست کی کہ مجھ کو وہ قصیدہ سُنا دیجئے جو آپ نے مدحِ نبوی ﷺ میں کہا ہے۔ انہوں نے پوچھا کون سا قصیدہ؟ اُس نے کہا جس کے اول میں ہے **امن تذکر جیران بذی سلم**۔ اُن کو تعجب ہوا، کیونکہ انہوں نے کسی کو اطلاع نہیں دی تھی۔ اس درویش نے کہا واللہ ! میں نے اُس کو اُس وقت سُنا ہے جب یہ حضور ﷺ کی خدمت میں پڑھا جا رہا تھا اور آپ خوش ہو رہے تھے۔ اس قصیدۂ بردہ کا ایک شعر آپ بھی سن لیں۔ ان شرک سازوں کے فتوؤں کی حقیقت کھل جائے گی۔

یاالکرم الخلق ما لی من الوذبهٖ سواك عند حلول الحادث العمٖ

اے ساری مخلوق سے زیادہ بہتر، میرا آپ کے سوا کوئی نہیں جس کی میں پناہ لوں مصیبت کے وقت۔
(اے ساری مخلوق سے زیادہ سخی، مصائب و آلام کے وقت حضور کے بغیر میں کس کے دامن میں پناہ لوں)۔

☆ امام شافعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب مجھے کوئی حاجت پیش ہوتی ہے تو امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مزار پر آتا ہوں، اُن کی برکت سے کام ہو جاتا ہے۔

امام شافعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدنا موسیٰ کاظم رضا رضی اللہ عنہ کی قبر قبولیتِ دُعا کے لئے آزمودہ تریاق ہے۔

☆ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ قصیدہ نعمان میں فرماتے ہیں:

یاالکرم الثقلین یاکنزالوریٰ جدلی بجودك ارضنی برضاك

انا طامع بالجود منك لم یکن لابی حنیفة فی الانام سواك

اے موجودات سے اکرم اور نعمتِ الٰہی کے خزانے، جو اللہ نے آپ کو دیا ہے مجھے بھی دیجئے اور اللہ نے آپ کو راضی کیا ہے مجھے بھی آپ راضی فرمایئے۔ میں آپ کی سخاوت کا امیدوار ہوں، آپ کے سوا ابوحنیفہ کا خلقت میں کوئی نہیں۔ اس میں حضور ﷺ سے صریح مدد لی گئی ہے۔

یا سید السادات جئتك قاصدا ارجو رضاك واحتمی بحماك

اے پیشواؤں کے پیشوا میں دلی قصد سے آپ کے حضور آیا ہوں، آپ کی رضا کا امیدوار ہوں اور اپنے کو آپ کی پناہ میں دیتا ہوں۔ (ان اشعار میں حضور ﷺ سے استعانت ہے)

☆ نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب مؤلفہ مولوی اشرف علی تھانوی، قصیدہ کے چند اشعار ملاحظہ ہوں

یاشفیع العباد خذ بیدی انت فی الاضطرار معتمدی
دستگیری کیجئے میری نبی کشمکش میں تم ہی ہو میرے ولی

لیس لی ملجا سواك اغث مسنی الضر سیدی سیدی
جز تمہارے ہے کہاں میری پناہ فوج کلفت مجھ پہ آ غالب ہوئی

غشی الدهر ابن عبدالله کن مغیثا فانت لی مددی
ابن عبداللہ زمانہ ہے خلاف اے میرے مولیٰ خبر لیجئے مری

نام احمد چوں حصار شد شد حصیں پس چہ باشد ذات آں روح الامیں

زندوں اور مُردوں کی مدد : ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ زندوں سے مدد مانگنا جائز ہے مگر مُردوں سے نہیں' کیونکہ زندہ میں مدد کی طاقت ہے مُردہ میں نہیں' لہذا یہ شرک ہے۔ قریب والے سے مدد مانگ سکتے ہیں' دور والے سے نہیں۔ اسباب کے تحت مانگ سکتے ہیں' اسباب سے مافوق نہیں۔

جب اہلسنت کے دلائل سے بدمذہب وہابی عاجز ہوہیں تو مافوق الاسباب وماتحت الاسباب کا چکر چلاتے ہیں حالانکہ یہ صرف چکر بازی ہے ورنہ ماتحت الاسباب ومافوق الاسباب کا فرق شرک میں کیسا؟ کیونکہ شرک بالآخر شرک ہی ہے مافوق الاسباب ہو یا ماتحت الاسباب۔ دراصل یہ لوگ انبیائے کرام اور اولیائے عظام کی عداوت ودشمنی اور بغض کی بیماری سے ماؤف الدماغ ہو چکے ہیں ورنہ درحقیقت یہ تقسیم فوق الاسباب وتحت الاسباب بدعت سے ہے کسی حدیث شریف سے ایسا مضمون نہیں ملتا جس میں ایسی تفریق وامتیاز کا بیان ہو۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ فرقہ بدعتی خود ہے لیکن اپنے عیب چھپانے کے لئے اہلسنت وجماعت پر بدعتی ہونے کا الزام لگاتے ہیں۔

دوسرا یہ فرق کرنا کہ زندہ اور قریب سے استعانت (مدد) جائز اور بعید اور مردہ سے استعانت (مدد) حرام اور شرک یہ بھی اُن کا خودساختہ قاعدہ اور بدعت سیئہ ہے۔ ☆☆

یہ تقسیم اور فرق کہاں ہے ؟ ﴿وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَلَا نَصِيْرٍ﴾

نہیں ہے تمہارے لئے اللہ کے سوا کوئی دوست اور نہ کوئی مددگار۔ (اور اللہ کے مقابل نہ تمہارا کوئی دوست ہے اور نہ مددگار)۔ اس آیت میں یہ تقسیم اور فرق کہاں ہے کہ زندہ ہے مُردہ نہیں۔ اس میں کہاں ہے قریب ہے دُور نہیں۔ آیت مطلق ہے اور قرآن کی مطلق آیت کو خبر واحد سے بھی مقید نہیں کیا جا سکتا۔ تمہارے خیالِ فاسد کو کیسے مقید کیا جا سکتا ہے؟ مطلق، مطلق رہے گا۔ واقعات کی روشنی میں بتلاؤ کہ قریب والے سے بھی مدد مانگی گئی اور دُور والے سے بھی مدد مانگی گئی۔ مُردہ اور زندہ کی تفریق تم کرو مگر یاد رکھو جو اس دَھرتی پر زندہ ہے ہمارا ایمان ہے کہ وہ اس دھرتی کے اندر بھی زندہ ہے۔ مردہ زندہ کی

تفریق مت کرو۔ ہمارا بھی عجیب حال ہے کہ لوگ ایسا پھول پہنانے کے عادی ہو گئے ہیں۔ مگر یہ پہنانے والوں سے پوچھئے کہ زندہ سمجھ کر پہنایا کہ مُردہ؟ اگر آپ پوچھیں گے تو میرا گمان یہ ہے کہ وہ ضرور کہیں گے کہ ہم نے زندہ سمجھ کر پہنایا تھا۔ اس سے پتہ چل گیا کہ جسے زندہ سمجھتے ہیں اُسے ہار پہناتے ہیں' چاہے زندہ زمین کے اُوپر ہو' چاہے زندہ زمین کے اندر ہو۔ **اللھم صل علٰی سیدنا محمد وعلٰی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیه**

اس لئے میں سنیوں سے کہتا ہوں کہ وہ اگر اپنے مُردوں کو پہنائے تو اعتراض نہ کرنا۔ یہ پھولوں کے ہار کا حق زندوں کا حق ہے مُردوں کا نہیں۔

امام غزالی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں : **من یستمد فی حیاته ویستمد بعد مماته**
جس کی مدد زندگی میں طلب کی جاتی ہے اس کی امداد بعد وفات بھی کی جاسکتی ہے۔

حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: **قبر الموسیٰ کاظم تریاق مجرب من اجابة الدعاء** حضرت موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کی قبر دُعا کی قبولیت کے لئے تریاقِ مجرب ہے۔

معلوم ہوا کہ امام شافعی رضی اللہ عنہ بار بار وہاں جاتے۔ تجربہ اُن کا ہے قبر پر وہاں جاتے ہیں اور دُعا کرتے ہیں اور دُعا قبول ہوتی ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں : **ناد علیا مظھر العجائب تجده عونا لك فی النوائب کل ھم وغم سینجلی بنبوتك یا محمد وبولایتك یاعلی یاعلی یاعلی وبقدرتك یاالله یاالله یا الله** حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میرا بھی معمول ہے اور میرے مشائخ کا بھی معمول ہے پھر اپنے خلفاء وشاگردوں کو تعلیم دے رہے ہیں **ناد علیا** علی کو پکارو۔ حیدرآباد والو' حیدرآباد سے پُکارو۔ دلی والو' دلی سے پُکارو۔ بمبئی والو' بمبئی سے پُکارو۔ علی کو پُکارو...... کیونکہ وہ عجائب قدرت کے ظہور کی جگہ ہے تاکہ تم اپنا مددگار پاؤ پھر رُخ بدل دیتے ہیں **کل ھم وغم بولایتك یاعلی یاعلی یاعلی** ایک دفعہ کہے دیتے تو تسکین نہیں ہورہی ہے دوبارہ کہیں' سہ بارہ کہیں اے علی آپ کے ولایت کے صدقہ میں تمام رنج' تمام فکر' تمام الم دور ہو جاتے ہیں۔

دُور والے نے مدد کیا ہے' دُور والے کی مدد ثابت ہے۔ مافوق الاسباب مدد وفات کے بعد مدد۔ دیکھو حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی وفات ہوئی ہے کہ نہیں؟ تم مرنے کو وفات کہتے ہو۔ جی نہیں' وفات کے معنٰی تکمیل کے ہوتے ہیں۔ تمہاری وفات تو مرنے کی ہوگی مگر اُن کی وفات تو انہیں مکمل کر دی۔ وفات سیدنا کلیم علیہ السلام کی ہوگئی۔ وہ واقعہ آپ بار بار سنتے ہیں ہماری نگاہوں سے روپوش ہوگئے۔ جب حضور نبی کریم ﷺ معراج کی رات گئے تھے اور وہاں سے پلٹے تھے تو حضرت کلیم علیہ السلام نے بار بار حضور ﷺ کو نمازوں میں کمی کروانے کے لئے پلٹایا تھا اور فرمایا تھا آپ کی اُمّت پچاس نمازوں کی طاقت نہیں رکھتی۔ حضور ﷺ کو (۹) مرتبہ پلٹایا اور ہر مرتبہ پانچ نمازیں کم ہوئیں۔ دیکھو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضور ﷺ کی مدد کی کہ نہیں کی؟ میں اشارہ کر رہا ہوں صرف پانچ نمازیں ملیں تو حضرت کلیم علیہ السلام نے مدد کی کہ نہیں کی؟ وفات کے بعد سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کی مدد ہوئی کہ نہیں ہوئی کہ جو حضور نبی کریم ﷺ کو معروضہ کر کے بار بار پلٹا رہے ہیں؟ اگر سیدنا موسیٰ علیہ السلام معروضہ نہ کیا ہوتا اور حضور ﷺ پچاس کے پچاس نمازیں لے کر چلے آتے ہوتے تو تمہارا کیا حال ہوتا' چلہ کا تو کوئی ٹائم ہی نہیں ملتا۔

اللھم صل علٰی سیدنا محمد وعلٰی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیه

☆☆☆ قرآن میں ہے ﴿**وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ**﴾ ہم تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں۔اس میں زندہ اور مردے کا فرق کہاں ہے؟ کیا زندہ کی عبادت جائز ہے مُردے کی نہیں؟ جس طرح غیر خدا کی عبادت مطلقا شرک ہے زندہ کی ہو یا مردے کی' استمداد بھی مطلقا شرک ہونی چاہئے؟ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی وفات کے ڈھائی ہزار برس بعد اُمّت مصطفٰی ﷺ کی یہ مدد فرمائی کہ شبِ معراج میں پچاس نمازوں کی بجائے پانچ کرادیں۔ رب تعالٰی جانتا تھا کہ نمازیں پانچ رہیں گی' مگر بزرگانِ دین کی مدد کے لئے پچاس مقرر فرما کر پھر دو پیاروں کی دُعا سے پانچ مقرر فرمائیں۔ استمداد کے منکرین کو چاہئے کہ نمازیں پچاس پڑھا کریں کیونکہ پانچ میں غیر اللہ کی مدد شامل ہے۔قرآن کریم فرماتا ہے ﴿**وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ**﴾ (بقرہ/۱۵۴)

اور مت کہو انہیں جو اللہ کی راہ میں مارے جائیں مُردہ' بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تمہیں (اُن کی زندگی کا) شعور نہیں۔ (مسلمانو! تم اپنی حالت پر قیاس کر کے کہیں ہمارے جان نثاروں کو مُردہ کہنے لگو گے وہ مرے نہیں' وہ تو زندہ ہیں تمہیں اُن کی زندگی کا احساس وشعور نہیں ہے)۔ جب یہ زندہ ہوئے تو ان سے مدد حاصل کرنا جائز ہوا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ تو شہداء کے بارے میں ہے جو کہ تلوار سے راہِ خدا میں مارے جائیں۔ مگر یہ بلا وجہ کی زیادتی ہے اس لئے کہ آیت میں لوہے کی تلوار کا ذکر نہیں ہے جو کہ عشقِ الٰہی کی تلوار سے مقتول ہوئے وہ بھی اس میں داخل ہیں (روح البیان) اسی لئے حدیث پاک میں آیا کہ جو ڈوب کر مرے' جل جائے' طاعون میں مرے' عورت زچگی کی حالت میں مرے' طالب علم' مسافر وغیرہ وغیرہ سب شہید ہیں۔ نیز اگر صرف تلوار سے مقتول تو زندہ ہوں باقی سب مردے......تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو معاذ اللہ مردہ ماننا لازم آئے گا۔ حالانکہ سب کا متفقہ عقیدہ ہے کہ یہ حضرات بحیات کامل زندہ ہیں۔

حضور ﷺ سے وصال کے بعد مدد : روایت ہے کہ مدینہ منورہ میں سخت قحط پڑ گیا تو لوگوں نے ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے شکایت کی۔ آپ نے فرمایا نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک کو دیکھ کر اس سے مقابل آسمان کی جانب سوراخ کر دو یہاں تک کہ قبرِ اطہر اور آسمان کے درمیان حجاب نہ رہے پس انہوں نے ایسا کیا اور اس زور کی بارش ہوئی کہ خوب سبزہ پیدا ہوا' اونٹ فربہ ہو گئے اور اُن کی چربی پھٹی جاتی تھی اور اس سال کو لوگ خوشحالی کا سال کہنے لگے۔ (مشکوٰۃ)

سوال یہ ہے کہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس یہ لوگ بارش کی شکایت لے کر کیوں گئے؟ براہ راست خدا سے دُعا کیوں نہ مانگی؟ حالانکہ جانے والے اکثر صحابہ کرام وتابعین عظام رضی اللہ عنہم تھے جن پر خیر القرون کی مہر ثبت ہے اور وہ احادیث استسقاء کو ہم سے زیادہ جانتے تھے۔ بڑی مشکل پڑی تو ام المؤمنین کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ معلوم ہوا کہ مشکل کے وقت محبوبانِ خدا کے پاس جانا عین اسلام اور سنت صحابہ وتابعین رضی اللہ عنہم ہے۔

اگر انہوں نے یہ شرک کر ہی لیا تھا تو ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کو چاہئے تھا کہ انہیں نمازِ استسقاء پڑھنے کا حکم دیتیں جو طریقہ نبویہ ﷺ کے مطابق تھا۔ قبرِ انور کو آسمان کے بالمقابل کرنے کا حکم کیوں دیا گیا؟ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کو یقین تھا کہ اگر قبر شریف آسمان کے بالمقابل سوراخ ہو جائے تو اس وقت بارش ہو جائے گی ورنہ نہیں۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے اس امر تکوینی یا امر مافوق الاسباب میں نبی کریم ﷺ کی قبر سے استعانت کی ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ اپنی حاجات اور مشکلات میں قبر پر جا کر دُعا مانگنا اور صاحبِ قبر کو وسیلہ بنانا یہ عہد صحابہ و تابعین اور تبع تابعین کے معمولات ہیں۔ ☆☆☆

نام محمد (ﷺ) سے مدد : اچھا ایک بات اور بتلاؤں کہ حضور ﷺ ہماری نگاہوں سے روپوش ہو گئے کہ نہیں ہو گئے؟ مگر ایک بات بتلاؤ کہ اگر کوئی آج کفر کی حالت سے نکلنا چاہے اور صرف **لاالہ الا اللہ** کی تکرار کرے' کیا وہ مسلمان ہو گا؟ ہرگز نہیں۔ اس کے بعد کہنا پڑے گا **محمد رسول اللہ** یہ کہنا تھا کہ ظلمت سے نکلا اور نور میں پہونچ گیا۔ دیکھو کہ نام محمد نے مدد کیا کہ نہیں کیا؟ قیامت تک مدد کرے گا کہ نہیں کرے گا؟ نام کا یہ حال ہے تو ذات کا کیا حال ہو گا۔ ظلمت سے نکل کر ہدایت میں آ جاؤ۔ مدد کیا کہ نہیں کیا؟

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی دُور سے مدد : میں تمہیں وہ واقعہ سناؤں کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کے منبر شریف پر رونق افروز ہیں اور حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ سینکڑوں میل دُور شام کے علاقہ نہاوند میں جنگ کر رہے تھے۔ وہاں ایک ایسا وقت ہے کہ دشمن ایک سازشی پروگرام بناتا ہے اور پہاڑ کی آڑ لے کر اسلامی لشکر کو نقصان پہونچانا چاہتا ہے۔ مدینہ منورہ کے منبر سے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی آنکھ یہ منظر دیکھ رہی ہے اور یہاں پر سے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کمانڈ کر رہے ہیں اور یہاں پر ہی سے آواز دے رہے ہیں **یاساریة الی الجبل** اے ساریہ پہاڑ کی طرف جمع ہو جاؤ' اور یہ آواز حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ سنتے ہیں۔ دُور والے کو پُکارا اور لفظ ندا **یا** کے ذریعہ پُکارا اور یہ سمجھ کر پُکارا کہ وہ سُن رہے ہیں۔ مدد کرنے کے لئے پُکارا اور

واقعی انہوں نے سُنا۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی آنکھ نے دور سے دیکھا، حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ کے کان نے دور سے سُنا (مشکوٰۃ)

جب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پُکارا تو سامنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جماعت بیٹھی ہوئی ہے۔ سیدنا علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ بھی بیٹھے ہوئے تھے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ بھی بیٹھے ہوئے تھے اور اجل تابعین عظام بھی تھے سب ہی تو وہاں بیٹھے ہوئے تھے۔ کوئی تو کہہ دیتا کہ اے فاروق اعظم آج منبرِ رسول سے شرک کر رہے ہیں۔ لفظ **یا** سے پُکار رہے ہیں، دُور والے کو پُکار رہے ہیں۔ یہ تو ہم جانتے ہیں کہ وہ شام کے علاقہ نہاوند میں ہیں اتنا بڑا شرک کر رہے ہو، منبر سے اُتر جایئے، کسی نے نہیں کہا۔ یہ نہ سمجھنا کہ وہ ڈر گئے، وہ قوم ڈرنے والی نہیں۔ وہ ذرا بھی بھول چوک ہو وہ برداشت کرنے والے بھی نہیں تھے، وہ اخلاص والے تھے۔ کیسے کہہ سکتے ہو کہ ڈر گئے۔ ہم نے دیکھا کہ ایک موقع پر ایک ضعیف خاتون بھی نہ ڈر سکی۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کہا تھا کہ جو ازواج مطہرات کی مہریں ہیں اگر اس سے زیادہ مہر باندھا گیا تو اُسے بیت المال میں داخل کر دیا جائے گا تو ایک بوڑھیا خاتون نے اعتراض کر دیا۔ یہ ہمارا حق ہے خدا نے ہمیں دیا ہے تمہیں کیا حق ہے کہ بیت المال میں داخل کریں۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کیا کہا: مرد نے غلطی کی، عورت نے ٹھیک کر دیا۔ اے اللہ مجھے معاف کر دے کہ ہر انسان عمر سے زیادہ ہوشیار ہے۔ اُن کا تواضع تو دیکھئے، اُن کا انکسار تو دیکھئے۔ معلوم یہ ہوا کہ ذرا بھی لچک ہو گی تو کوئی بھی برداشت نہیں کرے گا۔ ذرا وہ بھی واقعہ یاد کرو جب سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر خطاب کرتے ہیں کہ سنو اور مانو۔ ایک شخص تلوار لے کر کھڑا ہو گیا اور کہا نہیں سُنتا اور نہیں مانتا **لاا سمع ولاا طاع** نہ سننا ہے نہ ماننا ہے۔ کیوں نہیں مانتے؟ دیکھو آپ نے اتنا بڑا جُھبا پہنا ہے یہ اتنا کپڑا آپ کو کیسے مل گیا؟ میں آپ کو اُس دور کا مزاج بتلا رہا ہوں۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اپنے غلام کو بُلاتے ہیں اور اپنے فرزند کو بھی بُلاتے ہیں اور دریافت کرتے ہیں تو بیٹے نے کہا کہ میں نے اپنا حق اپنے باپ کو دیا اور غلام نے کہا کہ میں نے اپنے آقا کو دیا، تو اب اس شخص نے کہا کہ اب سننا بھی ہے اور ماننا بھی ہے۔

دیکھا آپ نے کیسے جری تھے۔ قیصر وکسریٰ کے سامنے تلوار کھینچ لینے والی قوم اسلام کو بگڑتا ہوا دیکھ کر کیسے خاموش رہ سکتی ہے؟ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ جو عورت سے غلطی ہوگئی تھی رجم (سنگسار) کا حکم دے دیا تو سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ ٹھہر جائیے' یہ اپنے جرم کے نتیجہ میں بارآور ہوگئی ہے اس لئے جب تک وضع حمل نہ ہو جائے اُس وقت تک رجم نہیں کر سکتے' اس میں دو جانوں کا نقصان ہے تو سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں **لولا علی لهلك عمر** اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہوجاتا۔ کیا محبت تھی' کیا خلوص تھا۔ یہی فاروق اعظم ہیں حجرِ اسود سے مخاطب ہوکر کہتے ہیں:

اے حجرِ اسود میں جانتا ہوں کہ تو پتھر ہے نہ تو فائدہ پہونچا سکتا ہے نہ نقصان پہونچا سکتا ہے مگر میں تجھے اس لئے بوسہ دے رہا ہوں کہ میں نے اپنے نبی (ﷺ) کو بوسہ دیتے ہوئے دیکھا ہے۔ سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے اور کہتے ہیں کہ کیا کہہ رہے ہیں کہ یہ پتھر فائدہ نہیں پہونچا سکتا' یہ پتھر نقصان نہیں پہونچا سکتا۔ یہ پتھر قیامت میں کافروں کے کفر کی گواہی دے گا' یہ مومنوں کے ایمان کی گواہی دے گا' منافقوں کے نفاق کی گواہی دے گا۔ جن کے ایمان کی گواہی دے گا اُن کو فائدہ پہونچا رہا ہے' جن کے کفر کی گواہی دے گا اُن کو نقصان پہونچا رہا ہے اللہ تعالیٰ نے اُسے فائدہ بھی پہونچانے کی طاقت دی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اُس کو نقصان پہونچانے کی بھی طاقت دی ہے تو سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے برجستہ کہا کہ خدا مجھے اس دن تک زندہ نہ رکھے جب کہ علی نہ ہو **اللهم صل علٰی سیدنا محمد وعلٰی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیه**۔ میں صحابہ کرام کی جرأت اور اُن کی بیباکی اور اُن کی حق گوئی کی تصویریں کھینچ رہا تھا۔ دیکھو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کہہ رہے ہیں **یاساریه الجبل** ۔ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی خاموش ہیں' سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ بھی خاموش ہیں۔ سارے صحابہ کرام خاموش ہیں۔ تو معلوم ہوا دُور والے کو پُکارنا اور یائے ندا کے ذریعہ پُکارنا صرف فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی سنت نہیں بلکہ سارے صحابہ کرام کا اس پر اجماع سکوتی ہوگیا ہے۔ یہ خاموشی بتلا رہی ہے یہ مسئلہ ایسا تھا

کہ اُس دُور میں اختلاف ہی نہیں تھا مگر اس دُور میں ہو رہا ہے **اللھم صل علٰی سیدنا محمد وعلٰی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیه**

حضرت آصف بن برخیا کا واقعہ : تختِ بلقیس کے لانے کا مسئلہ درپیش ہے۔ سیدنا سلیمان علیہ السلام کے دربار میں پیش کرنا ہے۔ جن نے تو کہا کہ حضور مجلس برخواست ہونے سے پہلے حاضر کردوں گا۔ حضرت آصف نے کیا کہا ﴿**اَنَـا اٰتِیْكَ بِـهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْكَ طَرْفُكُ**﴾ (النمل/۴۰) میں اُسے آپ کے پاس اس سے پہلے لے آتا ہوں کہ آپ کی پلک جھپکے (میں تو پلک جھپکنے سے پہلے لاکر حاضر کردیتا ہو)۔

﴾☆☆ ملک سبا کی ملکہ بلقیس نے اپنے قاصدوں کے ذریعے بڑی قیمتی اور نادر اشیاء کے تحفے سیدنا سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں بھیجی۔ سیدنا سلیمان علیہ السلام نے تحائف قبول کرنے سے انکار کردیا تو اس کے قاصد انھیں واپس لے گئے اور سارا ماجرا اپنی ملکہ سے جا کر کہا۔ ملکہ بلقیس ایمان لانے سے پہلے آپ کو اور آپ کے احوال کا خود مشاہدہ کرنا چاہتی تھی' چنانچہ شاہی تزک واحتشام کے ساتھ وہ آپ کی طرف روانہ ہوئی۔ جب وہ قریب پہنچ گئی تو آپ نے چاہا کہ اُسے اپنے رب قدوس کی قدرت کاملہ کا ایک اور بین ثبوت دکھائیں' نیز اس پر یہ امر بھی واضح کردیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کتنی عزت اور کمال عطا فرمایا ہے آپ کے غلاموں میں بھی ایسے باکمال لوگ موجود ہیں جو ایسے کرشمے دکھا سکتے ہیں' چنانچہ آپ نے اپنے درباریوں سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ تم میں سے کون بلقیس کے شاہی تخت کو اس کے یہاں پہنچنے سے پہلے لاسکتا ہے۔ جنوں میں سے ایک طاقتور جن اُٹھا اور دست بستہ عرض کرنے لگا کہ اگر اس خادم کو حکم ہو تو اس مجلس کے برخواست ہونے سے پہلے اسے یہاں پہنچاؤں گا۔ اگرچہ وہ بڑا بھاری بھرکم ہے اور مسافت بھی ڈیڑھ ہزار میل سے زیادہ ہے لیکن میں قوی ہوں' ایسا کرسکتا ہوں اور میں امین بھی ہوں جو قیمتی جواہرات اس میں جڑے ہوئے ہیں ان میں ہرگز خیانت نہیں کروں گا۔ آپ نے اُس کی پیش کش کو قبول نہ فرمایا۔ گویا آپ کو یہ گوارا نہ ہوا کہ آپ کا کوئی درباری اس معمولی کام کے لئے

اتنی لمبی مہلت مانگے۔ چنانچہ سیدنا سلیمان علیہ السلام کی اُمّت کے ایک ولی آپ کے وزیر آصف بن برخیا کھڑے ہوگئے اور مؤدبانہ التماس کیا کہ ﴿**اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ**﴾ میں تو پلک جھپکنے سے پہلے لاکر حاضر کردیتا ہوں۔ آپ نے اجازت مرحمت فرمائی اور جب آپ نے آنکھ کھولی تو تخت وہاں موجود تھا۔ وہ تخت کہیں صحن میں پڑا نہیں تھا بلکہ قصرِ شاہی کی محفوظ ترین جگہ رکھا تھا اور اس کی نگہبانی کے لئے خصوصی پہرے داروں کا انتظام بھی تھا۔ ملکہ بلقیس جب آئی تو تخت شاہی دیکھا' فوراً پہچان لیا اور بلا تامل حق قبول کرلیا اور مسلمان ہوگئی۔ سیدنا سلیمان علیہ السلام کی اُمت کے ایک ولی کی یہ کرامت ہے تو حضور سید الانبیاء والمرسلین ﷺ کی اُمت کے اولیاء کاملین کی کرامات اور تصرفات کا اندازہ لگالیں۔ ☆☆☆

اسباب کے تحت پلک جھپکنے سے پہلے تخت کو ڈیڑھ ہزار میل سے زیادہ کی مسافت سے لاکر حاضر کر ہی نہیں سکتے' یہ مافوق الاسباب کی بات ہو رہی ہے کہ نہیں۔ ایک بات کہتا ہوں اگر بڑا چھوٹے کی مدد کرتا ہے تو اس کو نوازش کہا جاتا ہے اور اگر چھوٹا بڑے کی مدد کرتا ہے تو اُسے خدمت کہا جاتا ہے مگر یہ مدد کا سلسلہ تو جاری رہا کہ نہیں رہا۔

اسلام دین فطرت ہے : اس کا کوئی حکم فطرتِ انسانی کے خلاف نہیں ہے۔ اسلام تمہاری فطرت کو مٹانے نہیں آیا۔ اگر اسلام فطرت کو مٹانے آتا تو اسلام قابلِ قبول نہیں ہوسکتا تھا۔ اسلام فطرت کو مٹانے نہیں آیا بلکہ اسلام فطرت کو صحیح راستہ پر لگانے آیا ہے۔ فطرت کو اگر سمجھنا ہو تو ایسا سمجھو بھوک لگنا' پیاس لگنا انسان کی فطرت ہے کہ نہیں؟ کوئی انسان ایسا نہیں جس کو بھوک نہ لگتی ہو' پیاس نہ لگتی ہو۔ اب اگر اسلام کہے اے لوگو ! بالکل کھانا چھوڑ دو' تو اب یہ اسلام کھانے والوں کا تو دین نہیں بنے گا' فرشتوں کا دین بنے گا۔ بالکل پینا چھوڑ دو' اسلام بالکل ناقابلِ عمل ہوجائے گا۔ اسی لئے اسلام یہ نہیں کہتا کہ کھانا چھوڑ دو' پینا چھور دو بلکہ یہ کہنا ہے کہ کھانے والو ! کھاؤ مگر حلال کھاؤ' حرام نہ کھاؤ۔ اے پینے والو ! جائز پیو اور ناجائز نہ پیو۔ ہم تمہیں غلط راستے سے ہٹا کر صحیح راستہ پر

لگانے آئے ہیں۔ اسلام تمہیں فطرت سے ہٹانے نہیں آیا ہے۔ تمہیں صحیح راستہ پر لگانے آیا ہے۔ تمہاری فطرت کو اسلام تسلیم کرتا ہے۔ غصہ انسان کی فطرت ہے۔ دُنیا میں کوئی بھی نہیں ملے گا جسے غصہ نہ آتا ہو۔ بچوں کو بھی غصہ آتا ہے بوڑھوں کو بھی، مرد کو بھی، عورتوں کو بھی، مومن کو بھی، کافر ومشرک کو بھی، موحد کو بھی، ملحد کو بھی......سب ہی کو غصہ آتا ہے۔ اگر اسلام یہ کہے کہ اے لوگو ! غصہ کو مٹا دو......تو میں کہوں گا کہ یہ اسلام انسان کے لئے قابلِ عمل نہیں ہوسکتا۔ غصہ تو فطرت ہے سب ہی کو آتا ہے اسلام غصہ کو مٹانے نہیں آیا ہے۔ آپ نے وہ مشہور واقعہ پڑھا ہے کہ ایک غصہ والا، غصہ لے کر چلا تھا، ننگی تلوار لے کر، بُرے ارادے لے کر، پیشانی پر بل لے کر، کلیجہ میں اضطراب لے کر چلا تھا......پھر کیا ہوا؟

عمر سوئے نبی گئے اور نظر سوئے عمر گئی پڑی نگاہِ مصطفٰے تو زندگی سنور گئی

اب ذرا خیال کرتے جاؤ، مجھے بتاؤ کہ پھر کیا ہوا؟ کیا نکلی ہوئی تلوار نیام میں چلی گئی؟ کیا غصہ کی تڑپ میں کچھ کمی ہوئی؟ کیا پیشانی کی لکیروں میں کچھ کمی ہوگئی؟ ہرگز نہیں۔ غصہ کے عالم میں گئے تھے اور اب بھی غصہ کے عالم میں کہہ رہے ہیں یا رسول اللہ ﷺ کیا ہم حق پر نہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا کیوں نہیں۔ تو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کی عمر کی غیرتِ ایمانی اس بات کو گوارہ نہیں کرتی کہ باطل معبودوں کو علانیہ پوجا جائے اور ہم معبود برحق کی عبادت چھپ کر کریں۔ ویسے ہی غصہ میں تلوار لے کر پلٹ رہے ہیں۔ غصہ میں گئے غصہ ہی میں پلٹ رہے ہیں۔ اسلام نے غصہ کو نہیں مٹایا ہے غصہ کا رُخ بدل دیا ہے۔

پہلے جو غصہ تھا رسول کی طرف لیجا رہا تھا اور اب جو غصہ ہے دشمنِ رسول کی طرف لیجا رہا ہے۔ وہ غصہ جو شیطانیت کی طرف لیجا رہا تھا اور یہ غصہ عبادت ہے جو دشمن کی طرف لیجا رہا ہے۔ تو اسلام غصہ کو مٹانے نہیں آیا ہے غصہ کو صحیح راستہ دکھلانے آیا ہے اور میں تمہیں سیدنا علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کا غصہ بتاؤں۔ سیدنا علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ بھی بڑے غصہ میں ہیں مقابل بڑا مضبوط پہلوان آگیا ہے۔ مختصر یہ کہ سیدنا علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ سینے پر سوار ہوگئے، حلق پر خنجر رکھ دیا، مگر اُس دشمن نے آپ کے چہرے پر تھوک دیا۔ سیدنا علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ اُتر گئے تو اس نے کہا کہ علی تم بہادر ضرور ہو مگر ناتجربہ کار ہو۔ کیا کوئی دشمن کے سینے پر

سوار ہوکر اُتر تا ہے۔ تم نے مشکل کام اپنالیا اور آسان کام چھوڑ دیا۔ سیدنا علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دیکھ ! میں تیرے سامنے آیا تو غصہ تھا مگر خدا کے لئے' میں تیرے سینے پر چڑھا مگر غصہ تھا خدا کے لئے' میں نے تیرے گردن پر خنجر رکھا مگر وہ غصہ تھا خدا کے لئے۔ جب تو نے چہرے پر تھوک دیا تب غصہ آ گیا نفس کے لئے۔ میں جو کام خدا کے لئے کرر ہا تھا اس میں نفس کا بھی دخل ہوگیا۔ اس لئے حلق پر خنجر چلانے کے بجائے اُتر گیا۔ دوستو ! اب حق اُس پر واضح ہو چکا ہے اور اُس کے ارادے مضمحل ہو چکے ہیں وہ کہتا ہے **اشهد ان لااله الا الله واشهد ان محمد عبده ورسوله** اب وہ کلمہ پڑھ لیتا ہے۔ سیدنا علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کا اخلاص دیکھ کر اُن کی للّٰہیت دیکھ کر' اُن کی خدا کی معرفت کی شان دیکھ کر ایمان لے آیا۔ تاریخ میں ایک اچھی مثال مل گئی ہے کہ لوگ الزام لگاتے ہیں کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا اور آج تک کوئی سوال کا جواب نہ دے سکا کہ تلوار خود چل رہی تھی یا کوئی چلا رہا تھا۔ اگر کوئی چلا رہا تھا تو یہ چلانے والے کیسے مسلمان ہوئے؟

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو کس تلوار نے مسلمان کیا؟ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو کس تلوار نے مسلمان کیا؟ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو کس تلوار نے مسلمان کیا؟ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو کس تلوار نے مسلمان کیا؟ ان سب باتوں کو چھوڑ و اور مجھے بتاؤ' ابھی یہ جو مسلمان ہوا ہے کس خنجر سے مسلمان ہوا ہے؟ یہ بتاؤ کہ خنجر چلانے سے مسلمان ہوا ہے یا خنجر ہٹانے سے؟ اگر خنجر چل جاتا تو کافر کٹ جاتا۔ خنجر ہٹا تو کفر کٹ گیا۔ اسلام کافروں کو کاٹ کر نہیں پھیلا ہے مشرکوں کو کاٹ کر نہیں پھیلا ہے دشمنوں کو کاٹ کر نہیں پھیلا ہے...... دشمنی کو کاٹ کر پھیلا ہے۔ اسلام منافقوں کو کاٹ کر نہیں پھیلا بلکہ نفاق کو کاٹ کر پھیلا ہے۔ اگر اسلام سارے کافروں کو کاٹ ہی دیتا تو مسلمان کون ہوتا **اللهم صل علٰی سیدنا محمد وعلٰی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیه**

ایک سوال کا اور ایک جواب دیجئے۔ کافر نے سیدنا علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کی شجاعت' کمال' فن' ہمت' اخلاص کو دیکھا اور کلمہ پڑھا سیدنا علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کے نبی کا۔ پتہ چلا کہ علی ولی ہے۔ اور ولایت جو ہے دلیلِ نبوت ہے جو ولایت کو مانتا ہے وہ نبی کا کلمہ پڑھتا ہے

اس لئے جونبیوں کو ماننا نہیں چاہتے وہ ولیوں سے بھی بیزار نظر آ جاتے ہیں **اللھم صل علٰی سیدنا محمد وعلٰی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیه**

اسلام فطرت کو مٹانے نہیں آیا ہے اسلام فطرت کو صحیح راستہ دکھانے آیا ہے۔ دیکھو حرص ولالچ انسان کی فطرت ہے۔ حضور ﷺ کی ایک صفت حریص بھی ہے حرص کے معنیٰ ہیں دل نہ بھرنا۔ یہ صفت بھی ہے اور عیب بھی۔ مال کی حرص بُری ہے علم کی حرص اچھی، عشق رسول اور خوفِ خدا کی حرص ایمان کی جان ہے۔ جو حرص حضور ﷺ کی صفت ہے اس کے معنیٰ ہیں دینے سے دل نہ بھرنا۔ ہم حریص ہیں لینے کے لئے، حضور ﷺ حریص ہیں دینے کے لئے۔ حضور ﷺ ایسے سخی داتا ہیں کہ دینے سے آپ کا دل نہیں بھرتا۔ کوئی مال کا حریص ہے، کوئی عزت وآبرو کا، کوئی اولاد پر حریص، کوئی اپنے آرام کا حریص ہے مگر حضور ﷺ اپنے غلاموں کے حریص ہیں۔ حضور ﷺ تمہاری بھلائی اور تمہارے ایمان کے حریص ہیں کہ وہ چاہتے ہی نہیں کہ کوئی اُن کا کلمہ پڑھنے والا جہنم میں جائے۔ وہ امت کی خیر خواہی پر اتنے حریص ہیں کہ ہر وقت اُس کی بخشش کی دعائیں مانگتے ہیں۔ حضور ﷺ اُمت کی نجات کے حریص، اُمت کی مغفرت کے حریص، رحمتِ خداوندی کے حریص۔ سارے صحابہ کرام بھی حریص تھے اللہ تعالٰی کی راہ میں اپنا مال وجان قربان کرنے کے حریص تھے وہ لٹانے کے حریص تھے اور آج والے جمع کرنے کے حریص ہیں۔ حریص سب ہی ہیں مگر ہے کوئی جس میں لالچ نہ ہو۔ تم نے اللہ کی راہ میں سبقت کرنے والوں کا حال بہت سنا ہوگا۔ پروانے کو چراغ تو بلبل کو پھول بس صدیق کو خدا وخدا کا رسول بس دیکھو حضور ﷺ نے حکم دے دیا کہ دین کے لئے مال لاؤ۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے سونچا کہ آج صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر سبقت لے جاؤں گا، آج موقع مل گیا۔ وہ تو پہلے ہی خدا کی راہ میں لٹا چکے ہیں اب اُن کے پاس ہے ہی کیا؟ میرے پاس تو مال ہے اگر آدھا بھی لیکر جاؤں تو مسجد میں ڈھیر لگ جائے گی اور واقعی انہوں نے آدھی دولت لاکر بارگاہِ رسالت میں پیش کردی تو حضور ﷺ نے پوچھا **ماترکت لاھلك یاعمر** اے عمر اپنے اہل وعیال کے لئے کیا چھوڑا؟ تو کہا کہ جتنا لے کر آیا ہوں اتنا چھوڑ کر آیا ہوں (یعنی آدھا مال)۔

اتنے میں رسول کا شیدائی بھی آ رہا ہے چھوٹی سی پوٹلی بغل میں دبائے ہوئے ہیں آ کر اس چھوٹی سے پوٹلی کو بارگاہِ رسالت میں رکھ دیتا ہے تو حضور ﷺ اُن سے بھی پوچھتے ہیں کہ **هل تركت لاهلك ياابابكر** لب ولہجہ دیکھئے' فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے پوچھا تھا **ماتركت لاهلك** کیا چھوڑا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے پوچھتے ہیں کیا بچوں کے لئے چھوڑ آئے ہو۔ مگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ یہ نہیں کہتے کہ میں چھوڑ کر نہیں آیا بلکہ کہتے ہیں ہاں چھوڑ کر آیا ہوں۔ بچوں کے لئے خدا کو چھوڑ کر آیا ہوں اور اس کے رسول کو بھی چھوڑ کر آیا ہوں پروانے کو چراغ تو بلبل کو پھول بس صدیق کو خدا و خدا کا رسول بس ایک بات اور دیکھو جب وہ کہہ رہے ہیں کہ خدا و خدا کے رسول کو چھوڑ کر آیا ہوں تو کسی صحابی کو کھڑے ہو کر کہنا چاہئے تھا اے صدیق (رضی اللہ عنہ) ذرا سوچئے کہ خدا کے رسول کو اپنے گھر چھوڑ کر آئے ہیں' رسول تو یہاں ہیں۔ وہ عقیدے والے (صحابہ کرام) یہ سمجھتے تھے کہ رسول جہاں میں کہیں بھی ہو' یہاں ہیں۔ رسول کا فضل محدود نہیں ہے وہ یہاں بھی ہیں وہاں بھی ہیں اُن کی رحمت محدود نہیں ہے۔ ذرا سوچو ایک رسول سارے عالم کے لئے محدود ہو سکتا ہے؟ ﴿**وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ**﴾ ہم نے سارے عالم کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ اگر رسول کے فضل و رحمت کا مجسمہ صدیق کے گھر میں پہونچ جائے تو کوئی تعجب کی کیا بات ہے۔ میں تو صرف یہ بتلانا چاہ رہا تھا کہ دیکھو یہ بھی تو حرص ہے سبقت لے جانا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام بھی آ گئے اور آ کر کہا کہ اے حضور ﷺ' اللہ تعالیٰ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو سلام بھیجتا ہے اور پوچھتا ہے کہ میں نے جو اخلاص دیا ہے اس سے راضی ہو کہ نہیں؟ صدیق اکبر کی بندگی مچل گئی' شانِ عبدیت رقص کرنے لگی۔ بندہ نواز جس حال میں راضی' میں اس میں راضی۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی نیت و اخلاص کو دیکھ کر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے سمجھا کہ میں آج پیچھے ہو گیا۔

غیر اللہ سے مدد مانگنا یہ انسان کی فطرت ہے : اسلام حرص و لالچ کو مٹانے نہیں آیا' لالچ کو صحیح راستہ دکھانے آیا ہے۔ غیرِ خدا کی مدد یہ انسان کی فطرت ہے۔ اب اگر اسلام یہ کہے کہ غیرِ خدا سے مدد مانگنا شرک ہے' غیرِ خدا سے مدد مت مانگو' تو ہم یہ کہیں گے یہ

اسلام ان انسانوں کے لئے قابلِ قبول ہو ہی نہیں سکتا جو بغیر مدد کے زندہ ہی نہیں رہ سکتا' اسلام یہ نہیں کہے گا۔ غیرِ خدا سے مدد مانگنا فطرت ہے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ ہمیں کسی غیرِ خدا کی مدد نہیں چاہیئے تو اُسے پکڑ کر ایک کنویں میں ڈال دو اور اب دیکھو کہ وہ خدا کو بلاتا ہے کہ بندوں کو؟ اب ذرا تماشہ دیکھو۔ کہے گا بچاؤ' بچاؤ' چلاّتے رہے گا۔ کون بچائے؟ شور کیوں مچا رہے ہو' آرام سے پڑے رہو' خدا تو دیکھ ہی رہا ہے۔ دیکھو بچاؤ بچاؤ کون چلاّ رہا ہے؟ یہ فطرت بول رہی ہے۔ کسی کے گھر میں آگ لگ گئی تو محلے والوں کو بُلا تا ہے مسجد میں جاتا ہے۔ یہ فطرت بلاتی ہے۔تو غیر خدا سے مدد مانگنا یہ انسان کی فطرت ہے۔ اسلام دین فطرت ہے' اسلام فطرت کو مٹانے نہیں آیا' فطرت کو صحیح راستہ دکھانے آیا ہے۔ آپ خیال کرتے چلے جاؤ تو اسلام کیا کہے گا اے غیر خدا سے مدد مانگنے والو' مانگو مگر بتوں سے نہ مانگنا' شیطان سے نہ مانگنا' خدا کے دشمنوں سے نہ مانگنا...... مانگنا ہے تو اولیائے رحمٰن سے مانگو' مانگنا ہے تو غوث سے مانگو' صدیقین سے مانگو' ارے جب ہم مدد کرنے والے بنائے ہیں تو اُدھر کیوں جا رہا ہے **اللھم صل علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیہ**

تفسیرِ عاشقانہ وصوفیانہ : ہر چیز کا ایک ظاہر اور ایک باطن ہوتا ہے۔ باطن جو ہے گویا حقیقت اور ظاہر جو ہے مجاز (عطائی)۔ عقل کا فیصلہ یہ ہے کہ آگ جلاتی ہے' دریا بہا دیتا ہے' پانی پیاس بجھاتا ہے' کھانا بھوک مٹاتا ہے' دوا اچھا کرتی ہے' چھری کاٹتی ہے۔ یہ عقل کے فیصلے ہیں۔ اور عشق کا فیصلہ کیا ہے غلط کہتے ہو کہ آگ جلاتی ہے' اگر آگ کا کام جلانا ہے تو اس نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو کیوں نہیں جلایا؟ اگر چھری کا کام کاٹنا ہے تو اُس نے گلوئے سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام کو کیوں نہیں کاٹا؟ اگر دریا کا کام بہا دینا ہے تو اُس نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو کیوں نہیں بہا دیا؟ غلط کہتے ہو' سچی بات یہ ہے کہ خدا جلاتا ہے اگر خدا چاہے تو حکم دے تو آگ جلائے گی۔ غلط کہتے ہو کہ پانی نے پیاس بجھایا' اگر خدا نہ چاہے تو دریا پی جاؤ پیاس نہ بجھے گی۔ غلط کہتے ہو کہ کھانے نے بھوک مٹایا' خدا نے مٹایا۔ اگر خدا

بھوک نہ مٹائے تو تم پورا پہاڑ کھا جاؤ۔ غلط کہتے ہو کہ دوا نے اچھا کیا' خدا نے اچھا کرنا نہ چاہے تو جالینوس کا پورا نسخہ بھی استعمال کرلو اور خود جالینوس کو بھی حل کر کے پی جاؤ تو اچھے نہیں ہو سکتے' پھر بھی تم کہتے ہو کہ پانی نے پیاس بجھا دیا' کھانے نے بھوک مٹا دیا' دوا نے اچھا کر دیا' آگ نے جلا دیا' دریا نے بہا دیا۔ یہ سب بولنا جو ہے مجاز ہے اللہ کی عطا سے ہے۔ جب ہم یہ بولتے ہیں پانی نے بجھایا تو اس کا مطلب یہ کہ خدا نے بجھایا پانی کے ذریعہ۔ کھانے نے بھوک مٹایا' مطلب یہ کہ خدا نے بھوک مٹایا کھانے کے ذریعہ۔ دوا نے اچھا کیا' مطلب یہ کہ خدا نے اچھا کیا دوا کے ذریعہ۔ آگ نے جلایا' مطلب یہ ہے خدا نے جلایا آگ کے ذریعہ۔ چھری نے کاٹا' مطلب یہ کہ خدا نے کاٹا چھری کے ذریعہ۔

مطلب یہ کہ حقیقت خدا کی طرف منسوب ہے اور مجاز مخلوق کی طرف۔ یہ مجازی بولی تم بولتے جاتے ہو۔ بولو جب یہ بولنا صحیح ہے پانی نے پیاس بجھا دیا' کھانے نے بھوک مٹا دیا' آگ نے جلا دیا تو یہ بولنا کیوں صحیح نہیں ہے کہ غوث نے فریاد سن لی' خواجہ نے اچھا کر دیا۔ غوث نے شفا دے دی۔ مطلب یہ ہے کہ خدا نے شفا دے دیا غوث کے ذریعہ۔ یہ کیا بات ہے کہ وہاں مجاز چلے اور یہاں نہ چلے ......تو معلوم ہوا کہ جو کام کی نسبت بندوں کی طرف ہو تو مجاز (عطائی) ہے جب خدا کی طرف نسبت ہو تو حقیقت ہے۔ قرآن کی آیت ہے ﴿**لَاتَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِیْ وَکِیْلًا**﴾ (الاسراء/بنی اسرائیل/۲) میرے سوا کسی کو وکیل نہ بناؤ۔ اب تو بیچارے وکیل لوگ کیا کریں گے۔ وکالت کرنا چھوڑ دو' میرے سوا کسی کو وکیل نہ بناؤ۔

﴿☆☆ اب اللہ تعالیٰ کی ذاتی اور بندوں کی عطائی صفات ملاحظہ فرمائیں :

ذاتی اور عطائی صفات

اللہ تعالیٰ کی ذاتی (حقیقی) صفات	بندوں کی عطائی (مجازی) صفات
﴿**اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ**﴾ (بنی اسرائیل/۱) بیشک اللہ ہی سمیع وبصیر (سُننے اور دیکھنے والا) ہے	﴿**فَجَعَلْنٰہُ سَمِیْعًام بَصِیْرًا**﴾ (الدہر/۲) ہم نے انسان کو سمیع وبصیر (سننے اور دیکھنے والا) بنایا ہے

﴿اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا﴾
(زمر/۴۱) اللہ جانوں کو وفات دیتا ہے
موت کے وقت

﴿يَتَوَفّٰكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِىْ وُكِّلَ
بِكُمْ﴾ (سجدہ/۱۰) تمہیں موت کا
فرشتہ وفات دیتا ہے جو تم پر مقرر کیا گیا ہے

﴿يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ﴾ (النور/۴۵)
اللہ تعالیٰ خلق فرماتا ہے (بناتا ہے) جو چاہتا ہے

﴿وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْئَةِ
الطَّيْرِ﴾ (مائدہ/۱۱۰) اور جب تم
(عیسیٰ علیہ السلام) خلق کرتے تھے (بناتے
تھے) مٹی سے پرند کی سی مورت

﴿وَاَنَّهٗ يُحْيِ الْمَوْتٰى﴾ (حج/۶)
اور بیشک اللہ ہی مردے کو زندہ کرتا ہے اور
کرے گا

﴿وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ﴾
(آلعمران/۴۹) اور میں (عیسیٰ علیہ السلام)
مُردہ زندہ کرتا ہوں اللہ کے حکم سے

﴿يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ﴾
(السجدہ/۵) اللہ تعالیٰ کام کی تدبیر فرماتا
ہے آسمان سے زمین تک

﴿فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا﴾ (نازعات/۵)
(قسم ہے) ان فرشتوں کی جو کام کی تدبیر
کرتے ہیں

﴿فَاِنَّ رَبِّىْ غَنِىٌّ كَرِيْمٌ﴾ (نمل/
۴۰) بیشک میرا رب غنی ہے کریم ہے۔

﴿اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ﴾
(الحآقۃ/۴۰) بے شک یہ قرآن رسول کریم
کے ساتھ خدا کی باتیں ہیں

﴿وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾
(آل عمران/۱۸۹) اللہ ہی کے لئے ہے
زمین اور آسمان کی بادشاہت

﴿قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِى الْمُلْكَ
مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ﴾
(آل عمران/۲۶) اے محبوب! آپ
یوں عرض کرو کہ اے اللہ تو مالک الملک ہے
جسے چاہے بادشاہت عطا کرے اور جس
سے چاہے چھین لے۔

اللہ تعالیٰ کی ذاتی (حقیقی) صفات	بندوں کی عطائی (مجازی) صفات
﴿يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ﴾ (الشوریٰ/۴۹) اللہ جسے چاہے بیٹیاں عطافرمائے اور جسے چاہے بیٹے دے	جبرئیل علیہ السلام کے متعلق قرآن ارشاد فرماتا ہے: ﴿قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا﴾ (مریم/۱۹) انھوں نے (حضرت مریم) سے فرمایا کہ میں تیرے رَب کا بھیجا ہوا ہوں، میں اس لئے آیا ہوں کہ تجھے ایک ستھرا بیٹا عطا کروں۔
﴿اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ﴾ (انعام/۵۷) اللہ کے سوا نہ کوئی حاکم ہے اور نہ کسی کا حکم	﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ﴾ (نساء/۶۵) اے محبوب! آپ کے رب کی قسم۔ وہ مومن نہیں ہوسکتے جب تک کہ آپس کے جھگڑے میں آپ کو حاکم نہ مان لیں
﴿اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ﴾ (البقرة/۲۸۶) تو ہمارا مولیٰ ہے لہذا کافروں پر ہماری مدد فرما	﴿فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ﴾ (تحریم/۴) بے شک اللہ اُن کا مددگار ہے اور جبریل اور مومنین صالحین بھی اُن کے مددگار ہیں اس کے بعد فرشتے بھی اُن کی مدد پر ہیں۔
﴿اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا﴾ (بقرة/۲۷۵) اللہ نے تجارت کو حلال اور سود کو حرام فرمایا	﴿وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ﴾ (اعراف/۱۵۷) وہ رسول اُن کے لئے پاکیزہ چیزوں کو حلال فرمائے گا اور گندی چیزوں کو اُن پر حرام کرے گا۔

اللہ تعالیٰ کی ذاتی (حقیقی) صفات	بندوں کی عطائی (مجازی) صفات
﴿وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَلَا نَصِيْرٍ﴾ (عنکبوت/۲۲) اللہ کے سوا تمہارا کوئی بھی یار و مددگار نہیں ہے۔	﴿اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ (مائدہ/۵۵) تمہارا مددگار تو اللہ ہے، اور اُس کا رسول ہے اور مومنین صالحین ہیں۔
﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ (الفاتحہ/۱) ساری تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہے جو سارے جہاں کا رب ہے۔	قرآن مجید نے حضرت یوسف علیہ السلام کا یہ ارشاد عزیز مصر کے متعلق نقل کیا ہے ﴿اِنَّهٗ رَبِّيْٓ اَحْسَنَ مَثْوٰى﴾ (یوسف/۲۳) بے شک وہ (عزیز مصر) میرا رب (پرورش کرنے والا) ہے اُس نے اچھی طرح مجھے رکھا ﴿اذْكُرْنِيْ عِنْدَ رَبِّكَ﴾ (یوسف/۴۲) تم (یوسف علیہ السلام کا رہا ہونے والا ساتھی) اپنے رب (عزیز مصر) کے پاس میرا تذکرہ کرنا۔
﴿وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ (آل عمران/۱۸۰) اور اللہ ہی آسمان اور زمین کا وارث ہے۔	﴿اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ﴾ (اعراف/۱۲۸) زمین اللہ ہی کی ہے وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اُس کا وارث بناتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ذاتی (حقیقی) صفات	بندوں کی عطائی (مجازی) صفات
﴿وَرَبُّكَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ حَفِيْظٌ﴾ (سبا/۲۱) اور تمہارا رب ہر چیز کا محافظ اور نگہبان ہے۔	﴿اَجْعَلْنِىْ عَلٰى خَزَآئِنِ الْاَرْضِ ۚ اِنِّىْ حَفِيْظٌ عَلِيْمٌ﴾ (یوسف/۵۵) مجھے زمین کے خزانوں پر نگران مقرر کردے بیشک میں حفاظت والا علم والا ہوں (یوسف علیہ السلام)
﴿اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا﴾ (بقرۃ/۱۶۵) بے شک ساری قوت اللہ کو ہے۔	﴿اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ۙ ذِىْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِى الْعَرْشِ مَكِيْنٍ﴾ (تکویر/۲۰) بے شک یہ (قرآن) عزت والے رسول کا پڑھنا ہے جو قوت والا ہے۔ مالک عرش کے حضور عزت والا ہے (قوت کی نسبت حضرت جبرئیل علیہ السلام کی طرف بھی کی گئی ہے)
﴿اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾ (بقرۃ/۱۴۳) بے شک اللہ تعالیٰ انسانوں پر نہایت مہربان بے حد رحم والا ہے۔	﴿بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾ (توبہ/۱۲۸) (رسول پاک) ایمان والوں پر بہت مہربان نہایت رحم فرمانے والے ہیں۔
﴿لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ﴾ (انعام/۱۱۵) اس کی باتوں (قرآن کریم) کا کوئی بدلنے والا نہیں اور وہی ہے خوب سُننے والا خوب جاننے والا۔	﴿قَالُوْا لَا تَوْجَلْ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ﴾ (حجر/۵۳) انھوں نے (حضرت جبرئیل علیہ السلام نے) کہا کہ آپ (سیدنا ابراہیم علیہ السلام) ڈریئے نہیں، ہم آپ کو ایک لڑکے (حضرت اسحٰق علیہ السلام) کی بشارت لائے ہیں جو علیم ہے۔

قرآن مجید کی ان مثالوں کا حاصل یہ ہے کہ :

دیکھنے اور سننے کی نسبت وفات دینے کی نسبت پیدا کرنے کی نسبت مُردے کو زندہ کرنے کی نسبت مدبر الامر ہونے کی نسبت بادشاہت کی نسبت ملکیت کی نسبت کریم ہونے کی نسبت اولاد عطا کرنے کی نسبت حاکم ومولیٰ ہونے کی نسبت حلال وحرام قرار دینے کی نسبت رب ہونے کی نسبت زمین کا وارث ہونے کی نسبت محافظ اور نگہبان ہونے کی نسبت رؤف ورحیم ہونے کی نسبت علیم (علم والا) ہونے کی نسبت عبد کہنے کی نسبت نعمت دینے والا کی نسبت عطا کرنے کی نسبت قوت کی نسبت غنی کرنے کی نسبت	**اللہ تعالیٰ کی طرف بھی ہے اور بندے کی طرف بھی**

اللہ تعالیٰ اور بندوں کی مشترکہ نسبتوں کے درمیان فرق نکالنے کے لئے اصولی بحث ذہن نشین فرمالیں تاکہ شرک کا وہم رفع ہو اور آیتوں کے مضامین کے درمیان جو بظاہر اختلاف نظر آرہا ہے وہ دور ہو' کیونکہ دونوں طرح کے مضامین کی آیتیں برحق ہیں اور دونوں پر ہمارا ایمان ہے۔

امام اہلسنت اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان فاضل بریلوی قدس سرہ نے ائمہ تفسیر اور اکابرین اُمت کے اقوال کی روشنی میں اپنی مشہور کتاب 'الامن والعلیٰ میں فرمایا ہے :

اللہ تعالیٰ کی ساری صفات اس کی اپنی ذات سے ہیں' کسی کی عطا کردہ نہیں ہیں۔ وہ ازلی' ابدی اور لامحدود ہیں۔ ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہیں گی جب کہ بندوں کی ساری صفات اللہ تعالیٰ کی عطا سے (مجازی) ہیں' محدود ہیں' حادث اور فانی ہیں۔

صفاتی الفاظ کے اطلاق میں اگر ذاتی اور عطائی کا فرق ملحوظ نہ رکھا جائے تو عقیدے کی بحث تو الگ رہی' منہ سے الفاظ ہی نکالنا مشکل ہو جائے گا۔ مثال کے طور پر جہاں کسی کو آپ نے زندہ کہا اور مشرک ہوئے' کسی کو ولی کہا اور مشرک ہوئے' کسی کو مولانا کہا اور مشرک ہوئے' کسی کو حافظ کہا اور مشرک ہوئے' کسی کو بادشاہ کہا اور مشرک ہوئے' کسی کا نام علی' حکیم' وکیل' سلام' اور کریم رکھا اور مشرک ہوئے۔۔۔ کیونکہ ان سارے الفاظ کا اطلاق قرآن مجید نے اللہ تعالیٰ کی ذات پر کیا ہے۔۔۔ لیکن۔۔۔ مشرک ہونے سے آپ صرف اس لئے بچ جاتے ہیں کہ بندوں کے اندر یہ ساری صفات آپ اللہ تعالیٰ کی عطا سے مانتے ہیں۔ ☆☆

آپ کہتے ہیں کہ یہ راستہ کہاں جاتا ہے؟ راستہ کہیں نہیں جاتا' راستہ یہیں رہتا ہے لیکن راستہ پر جو چلتا ہے وہ کہاں جاتا ہے' مگر کہتے ہیں کہ راستہ کہاں جاتا ہے۔ کہتے ہیں کہ دریا بہتا ہے دریا کہاں بہتا ہے پانی بہتا ہے دریا بہے تو مصیبت ہو جائے۔ اگر پورا دریا بہہ جائے تو شمال کی دریا یہاں آجائے' تو پانی بہتا ہے۔ پانی کا بہنا حقیقت ہے دریا کا بہنا مجاز ہے۔ کشتی پر بیٹھے ایک صاحب آرہے ہیں تو کہتے ہیں کہ عبدالرحمٰن صاحب آرہے ہیں۔ عبدالرحمٰن صاحب کہاں آرہے ہیں کشتی آرہی ہے مگر آرہے ہیں کی بولی بولتے ہیں۔ عبدالرحمٰن صاحب کا آنا مجاز ہے کشتی کا آنا حقیقت ہے۔ تو قرآن میں بندے کی طرف بھی نسبت ہے اور خدا کی طرف بھی نسبت ہے۔ خدا کی طرف جو نسبت ہے

وہ حقیقت ہے اور بندے کی طرف جو نسبت ہے وہ مجاز ہے۔ نسبت کرنے سے کوئی مشرک نہیں ہوتا۔ میں بتاؤں ایک مرتبہ دیوار کے سایہ نے دیوار سے شکایت کیا کہ اے دیوار ذرا تو ہٹ جا' میں سورج کو دیکھنا چاہتی ہوں آج تک نہیں دیکھا۔ میں نے سورج دیکھا ہی نہیں' ذرا تو ہٹ تو میں دیکھ لوں ......تو دیوار نے کہا بے وقوف اگر میں نہ رہوں گی تو تو کہاں رہے گا۔ تو مجاز ہے میں حقیقت ہوں **اللھم صل علٰی سیدنا محمد وعلٰی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیه**

خدا کا سننا حقیقت ہے انسان کا سننا مجاز (رب تعالیٰ کی عطا سے) ہے۔ خدا کا دیکھنا حقیقت ہے انسان کا دیکھنا خدا کی دی ہوئی طاقت سے مجاز ہے۔ خدا کی حاکمیت حقیقت ہے اور بندہ کی حاکمیت مجازی وعطائی ہے۔ میں کہنا چاہتا ہوں کہ بندوں کے صفات کا انکار نہ کرو' میرے محبوب کے اختیار کا انکار نہ کرو' اُن کے علم وقدرت کا انکار نہ کرو' اُن کی سماعت وبصارت کا انکار نہ کرو۔ بس اتنا مان لو کہ خدا سنتا ہے تو اپنی طاقت اور اپنی قدرت' اپنی ذاتی مستقل صفات کے ساتھ......اور بندہ سنتا ہے تو خدا کی دی ہوئی طاقت سے سنتا بھی ہے دیکھتا بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ مشکل کشا ہے یہ حقیقت ہے اور بندہ مشکل کشا ہے یہ مجاز ہے۔ اللہ تعالیٰ حاجت روا ہے یہ حقیقت ہے اور بندہ حاجت روا ہے یہ مجاز ہے۔ اللہ تعالیٰ فریادرس ہے یہ حقیقت ہے' بندہ فریادرس ہے یہ مجاز ہے۔ جب قرآن میں حقیقت ومجاز والی دونوں بولیاں استعمال میں ہیں تم کسی بولی پر پابندی کیسے لگا سکتے ہو۔

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر مردِ ناداں پر کلامِ نرم ونازک بے اثر

وَاٰخِرُ دَعْوٰنا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعالَمِیْن
وَصَل اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلیٰ خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِیْن

مطبوعات شیخ الاسلام اکیڈمی

تاجدارِ اہلسنت حضور شیخ الاسلام رئیس المحققین علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی

رسول اکرم ﷺ کے تشریعی اختیارات	۱۸/	محبت رسول شرط ایمان	۲۰/	عظمتِ مصطفیٰ ﷺ	۲۰/
اسلام کا نظریہ عبادت / تصورِ الٰہ	۴۰/	النبی الامی ﷺ	۲۰/	حقیقتِ نماز	۲۰/
دین اور اقامت دین	۵۵/	فضیلت رسول ﷺ	۲۰/	اتباع نبوی ﷺ	۲۰/
تعظیمِ نسبت و تبرکات	۲۰/	رحمت عالم ﷺ	۲۰/	تفسیر سورۂ والضحیٰ	۲۰/
محبت اہلبیت رسول ﷺ	۲۰/	عرفانِ اولیاء	۲۰/	معراجِ عبدیت	۱۵/
حقیقت نور محمدی ﷺ	۲۰/	غیر اللہ سے مدد !	۲۰/	ایمانِ کامل	۲۰/

عطائے غوث العالم، امیر کشورِ خطابت غازیِ ملت علامہ سید محمد ہاشمی اشرفی جیلانی

فلسفۂ موت و حیات	۲۰/	شیعہ مذہب	۲۰/	سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ	۳۰/
فضائل درود وسلام	۲۰/	تاجدارِ رسالت ﷺ	۲۵/	لطائفِ دیوبند	۲۵/

خطیب ملت مولانا سید خواجہ معزالدین اشرفی

عورتوں کی نماز / صحیح طریقہ نماز	۲۵/	طریقہ فاتحہ	۱۵/	صحیح طریقہ غسل	۵۰/
جادو کا قرآنی علاج / آیاتِ شفاء	۸/	احکام میت	۲۰/	مسائلِ امامت	۱۵/
صحابہ کرام اور شوقِ شہادت	۲۰/	قربانی اور عقیقہ	۱۵/	نماز جنازہ کا طریقہ	۱۰/

ملک التحریر علامہ مولانا محمد یحیٰی انصاری اشرفی

شرح اسماء الحسنیٰ باری تعالیٰ عزوجل	۱۰۰	حقیقتِ توحید	۱۰۰	سنی بہشتی زیور اشرفی	۱۰۰
فضائل لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰه	۲۵/	حقیقتِ شرک	۵۰/	عورتوں کا حج وعمرہ	۴۰
شیطانی وسواس کا قرآنی علاج	۳۰/	اللہ تعالیٰ کی کبریائی	۳۰/	آیاتِ حفاظت	۸/
استخارہ (مشکلات سے چھٹکارہ)	۸/	شانِ مصطفیٰ ﷺ	۱۰۰	میاں بیوی کے جھگڑوں کا توڑ	۸/
قوتِ حافظہ اور امتحان میں کامیابی	۸/	سُنّت و بدعت	۲۵	گناہ اور عذاب الٰہی	۲۵
ضدی اور نافرمان اولاد کا علاج	۸/	امہات المؤمنین	۸۰	حضور ﷺ کی صاحبزادیاں	۳۵
نورانی راتیں (نمازیں اور دُعائیں)	۱۰/	قرض سے چھٹکارہ	۸/	جماعت اہلحدیث کا فریب	۱۵
شادی میں رکاوٹ اور اُس کا علاج	۸/	نظرِ بد کا توڑ	۸/	اہلحدیث اور شیعہ مذہب	۱۵
جماعت اسلامی اور شیعہ مذہب	۱۵/	توبہ واستغفار	۲۰/	جماعت اہلحدیث کا نیا دین	۲۵
ویڈیو اور ٹی وی کا شرعی استعمال	۱۵/	اسلامی نام	۱۵/	مغفرت الٰہی بوسیلۃ النبی ﷺ	۲۵
تبلیغی جماعت کی ایکسرے رپورٹ	۲۰/	سید الانبیاء ﷺ	۲۰/	عبدیت مصطفیٰ ﷺ	۲۵
شہادتِ توحید ورسالت	۲۵/	برکات نام 'محمد' ﷺ	۲۰/	آیاتِ رزق	۸/

بنک انٹریسٹ اور لائف انشورنس	۱۰/	گلدستہ درود	۸/	Durood Shareef	۳۵
قرآن مجید کے غلط ترجموں کی نشاندہی	۱۵/	صحابہ کرام اور تعظیم رسول	۱۵/	قصیدہ غوثیہ مع یازدہ اسماء	۱۰/

مکتبہ انوار المصطفیٰ 23-2-75/6 مغلپورہ۔حیدرآباد (9848576230)